وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

دیوان شفیق

الحمد که باهتمام [illegible] بمطبع [illegible] علی طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواہاں ہیں جو بوی باغ نزہ شمیم کا — یارب ادہر ہی ہے حدی جہو کا نسیم کا

تیری گدا کو سلطنت جم سی کیا کہ ذوق — ہی کاسۂ شکستہ میں جام دو نیم کا

نیرنگ جلوہ بارقہ ہوش سوز ہے — کیا اعتبار رنگ سی گنجی نسیم کا

تیری نسیم لطف سی گل کو شگفتگی — وابستہ تیری حکم پہ چلنا نسیم کا

واجب کی حکمت آ گئی ممکن کی عقل میں — کتنا دماغ ہی خلل انگیز حکیم کا

وقت سی پہلی عجز سلامت کی راہ ہے — کیا سیا سدا رہوں عقل سلیم کا

میری فنا ہی مشغلہ محفل بقا — پروانہ ہوں میں پر تو شمع قدیم کا

گر تیری شوق میں ہی بیقرار جان — لیلو لگا تو سر میں ہوس عظیم کا

طاعت اگر نہیں تو نہو پاس کے لئی — وابستہ سبب ہی کرم کب کریم کا

جسوقت تیری لطف کی دریا کو جوش آئی
فوارہ جہان ہو زبانہ جحیم کا

ای شیفتہ عذاب جہنم سی کیا تجھی
مین آشتی ہون نار و جنان کی قسیم کا

یہہ فیض عام شیوہ کہان تھا نسیم کا
آخر غلام ہون مین تمہارا قدیم کا

پیمان ترک جاہ لیا پیر دیر سے لے
پیمانہ دیکی بادۂ عنبر شمیم کا

کیا ڈھونڈتی ہی قوم کہ آنکھون مین قوم کی
خلد برین ہی طبقۂ اسفل جحیم کا

اوس شوخ کج ادا سی نہ آئی ہوا فقت
کیونکر گلہ نہو مجھی طبع سلیم کا

سنکوی یہہ اب جو ہوتی ہین باہم لی نہین
انداز ہم مین اونمین نہی ہی قدیم کا

اوسوقت ہمکنی گئی احباب خاص مین
آیا جو تذکرہ کبھی لطف عمیم کا

پستیان کبھی کبھی مستوری و عفاف
دستور ہی طبیعت نا مستقیم کا

اوس رشک گلکی بستر گلسی ہی احتراز
ممنون ہون عدو کی مزاج سقیم کا

ای جان بیقرار ذرا صبر چاہئی
بیک اودہر بھی آنکلا جھونکا نسیم کا

جسکی سرشت صاف ہو آدمی نہین
نیرنگ و عشوہ کام ہی دیو رجیم کا

اب جستجو ہی اونکو ہماری تو کیا حصول
باقی نہین اثر بھی عظام رمیم کا

عاشق بھی ہم ہوئی تو عجب شخص کی ہوئے
جو آنکہ دم مین خون کری سو ندیم کا

ہمنی کئی قواعد وحشت جو منضبط
اہل جنون مین ہمکو لقب ہی حکیم کا

ہی کارنامہ جب سی بیاض اپنی شیفتہ
تقویم سال رفتہ ہی دیوان کلیم کا

جب سی عطا ہوا ہمین خلعت حیات کا
کچھہ اور رنگ ڈھنگ ہوا کائنات کا

شیشہ اوتار سکوی کو بالای طاق رکھہ
کیا اعتبار زندگی بی ثبات کا

لرتی ہو جب رقیب سی کرتی ہو مجھسی صلح
مشتاق ہیان نہین کوئی اس التفات کا

گر تیری تشنہ کام کو دی خضر نے قدم / باقی ہو خشک چشمہ آب حیات کا
یہاں خار و خس کو بھی ادب سے ہے دیکھنا / ہاں عالم شہود ہے آئینہ ذات کا
کہتی ہیں جان جاتی ہیں بیوفا مجھی / کیا اعتبار ہے انہیں دشمن کی بات کا
واعظ جنوں زدوں سے نہیں باز پرس حشر / بس آپ فکر کیجئے اپنی نجات کا
جوش سرشک خوں کے سبب سے دم رقم / نامہ نہیں رہا یہہ ورق ہے برات کا
اے مرگ آ کہ میری بھی رسوائی ہے برو / رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا

ایسی کی آگی شیفتہ کیا چل سکی جہاں
احسان ایک عمر رہے ایک رات کا

کیا فائدہ نصیحت ناسودمند کا / کیا خوب پندگو بھی ہے محتاج پند کا
جب میں نہیں پسند تو پھر اور آچکی / عاشق ہوں اوسکی خاطر مشکل پسند کا
اے باد صبح تا بکجا اہتزاز گل / گوشہ اولٹ دے یار کی منہہ سے پرند کا
اوس ماہوش کو غیر سیہ رو سے کام کیا / ہے فیض اپنی اختر بخت نژند کا
اوس کوچہ میں ہے عزت خسرو گدا سے کم / کیوں ناز مستمند سے ہے ارجمند کا
نالہ تو نارسا ہیں کیونکہ گلہ کروں / ہیں شکوہ سنج ہوں تیری کاخ بلند کا

دیوان کو ہمارے ہے تو کی نگاہ میں
اے شیفتہ وہ رتبہ ہے جو پند و ژند کا

کچھ انتظار مجکو نہ تھی کارساز کا / ناچار ہوں کہ حکم نہیں کشف راز کا
لگتی نہیں پلک سے پلک جو تمام شب / ہے ایک شعبدہ مژہ نیم باز کا
دشمن نے صبح جگائی ہیں یار کو / یہہ وقت ہے نسیم سحر اہتزاز کا
ایمن ہیں اہل جذبہ کہ رہتے ہیں تنگی سے تا / سالک کو ہے خیال نشیب و فراز کا
بہنسی کی بعد بھی رہی دل شگفتگی / کیا خوب حال ہے نگہ جاں نواز کا

تقوی ہی میرا شعار ہی عصمت شعار دوست
پہر مجھسی کون سا ہی سبب احتراز کا

یاری عجیب بات تو پہلی جہان میں
پایا کسینی گوہر افشای راز کا

ساقی کی ہیں اگر یہی الطاف کیا عجب
ارض و سما میں ہوش نہو امتیاز کا

پہر سعان نی رات کو وہ کچھ دکہا دیا
ہرگز رہا نہ دہیان بہی حسن مجاز کا

دیتا ہی داغ رشک پرند سپہر کو
جلوہ تمہاری معجر گوہر طراز کا

پانی وضو کو لاؤ رخ شمع زرد ہے
بیٹھا اوٹھاؤ وقت اب آیا نماز کا

یکتا کسیکو ہمنی نہ دیکھا جہان میں
طول امل جواب ہی زلف دراز کا

جو راہ چل کو شوخی بیجا کہا کیا
تہا محو شیفتہ جو کسی مست ناز کا

نہ اس زمانہ میں چرچا ہی دانش و دین کا
نہ شوق شعر تر و بذلہ ہای رنگین کا

شمیم زلف سی ہی تو وحشت دل کی
کب انتظار کیا موسم ریاحین کا

ثبات نقش کی کہوا سطی ہمارا کہیں
نہیں ستارہ گہر خاندان پروین کا

ازل میں دیکھتی ہی ہم سخن کو سمجھی تہی
کہ مشتری نہیں اس گوہر فزا آئین کا

نما نما ہی نہایت خلاف شیوہ عشق
غلط ہی شوق میں گریہ ہای رنگین کا

وہ طرفہ حال کہ جس سی حیا د رقص کری
نہ رنگ بہی متغیر ہو اہل تمکین کا

ہزار مرتبہ فرہاد جان شیرین دی
وہی ہی حق نمک عشوہ ہای شیرین کا

عجیب حال میں ہی شیفتہ معاف کرو
جو کچھ قصور ہی ہو اس غلام دیرین کا

ہای آہ سی برق جہانسوز پر آنا دل کا
کبہی جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا

ہی تیرا سلسلہ زلف بہی کہنا و لبند
پہنسنی سی پہلی بہی مشکل تہا چہٹانا دل کا

دیکھتی ہم ہی کہ آرام سی سوتی کیونکر
نہ سنا تمنی کبہی ہای فسانہ دل کا

ہمسی پوچھین کہ اسی کسین مین کہوئی ہی عمر
کہیں جو لوگ سمجھتی ہین لگانا دل کا

عاقبت چاہ وقن مین جو اوسکی پائی
بد تو ایسی نہین لگتا تہا ٹہکانا دل کا

کسطرح درد محبت مین چتاوین اوسکو
بھید لیکر کوئی نہین کہتی ہین دانا دل کا

ہم یہہ سمجھی تہی کہ آرام سی تم رکھوگی
لائی ہی تکو ہی منظور ستانا دل کا

ہم سی کیا سادہ ہی ہین کیا کیا ہین توقع اوس سی
آچکی جسنی ذرا حال نبجانا دل کا

جلوہ گاہ غم و شادی ذل و شادی کمیاب
کیون تہو شکوہ سرا ایک رہانا دل کا

شکل مانند پری اور یہہ فسون وفا
آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا

شیفتہ ضبط کرو ایسی ہی کیا بیتابی
جو کوئی ہو تمہین احوال سنایا دل کا

ہم پر ہی التفات ہماری حبیب کا
گیرا اگر نہین ہی نفس عندلیب کا

اب وہ ہی جلوہ ریز لباس سیاہ مین
جو عہد کودکی مین گلہ تہا ادیب کا

اچھا جو اسکو سونگھی تو آجای اوسکو غش
اچھا اثر ہی زلف معنبر کی طیب کا

تیری گلی سی آگی نہ ہرگز ہوا چلی
کوچہ ہی تیری ناقہ اوٹھی غریب کا

مصروف ہی بہت ہماری علاج مین
ہم ہی ذرا علاج کرینگی طبیب کا

تسلیم سی وفاق رضا سی ہی اتفاق
نہ چرخ کا گلہ نہ گلہ ہی نصیب کا

ہم پانو پہونک پہونک کی رکہتی ہین کیا کرین
اوس بزم مین ہی دخل سراسر رقیب کا

ہو جائی کاسہ لیس نگرفان میکدہ
جسکو کہ اشتیاق ہی حال عجیب کا

سنتی ہی نام دشمن صد سالہ ہو گیا
پوچھا جو مینی نام کسی کی حبیب کا

اوس رشک گل کی لی ہی جو بلبل کو شیفتہ
دیکھی چمن مین شور کوئی عندلیب کا

محو ہون مین جو اوس ستمگر کا
ہی گلہ اپنی حال ابتر کا

حال لکھا ہون جان مضطر کا
رگ بسمل سی تار مسطر کا

انکھہ پہر لی سی تیری گلگو ہوا
گردش وہ پہر دور ساغر کا

شعلہ رو یار شعلہ رنگ شراب
کام یہان کیا ہی دامن تر کا

شوق کو آج بیقراری ہے
اور وعدہ ہی روز محشر کا

نقش تسخیر غیر کو اوس نے
خون لیا تو میری کبوتر کا

میری ناکامی سی فلک کو حصول
کام ہی یہہ اوسی ستمگر کا

اوسنی عاشق لکھا عدو کو لقب
ہی لکھا میری مقدر کا

آپ سی لحظہ جاتی ہو
شیفتہ سی خیال کس گہر کا

سب حوصلہ جو صرف ہوا جور یار کا
محیر گلہ ربا ستم روزگار کا

تہا کیا ہجوم پہر زیارت ہزار کا
گل ہوگیا چراغ ہماری مزار کا

جور و جفا بہی غیر برای یار دل شکن
کچہہ ہی خیال ہی دل امیدوار کا

کہلنی لگی ہین از سر نو غنچہای زخم
یہہ فیض ہی صبا کی دم مشکبار کا

گر جا بتی ہو جامہ ہو چاک ناصحو
سنگوا دو پیرہن مجہی اوس گلعذار کا

ہر کوچہ مین کہلی ہی جو دکان میفروش
کیا فصل ہی شراب کی موسم بہار کا

گہبرا کی اور غیر کی پہلو سی لگ گئی
دیکہا اثر یہہ نالہ بی اختیار کا

وہ آئی آئی غیر کی کہنی سی تہم گئی
اب کیا کرون علاج دل بیقرار کا

آزاد ہی عذاب دو عالم سی شیفتہ
جو ہی اسیر سلسلہ تابدار کا

اوس بزم مین ہر ایک سی کمتر نظر آیا
وہ حسن کہ خورشید کی عہدلیسی بر آیا

بیفائدہ ہی وہم کہ کیون بیخبر آیا
اس راہ سی جاتا تہا ہماری بہی گہر آیا

کچھہ دور نہیں اوسی کہ پرسنج بتاون
کیا فائدہ گر آنکھہ سی لخت جگر آیا

گو کچھہ نہ کہا پر ہوئی دل مین تپاتر
شکوہ جو زبان پر مری آشفتہ تر آیا

بیتاب تہی شوق سی مین اوسی جھکا تہا
ناگاہ وہ بیتاب مری قبر پر آیا

بی قدر ہی مفلس سخن خشک کی مانند
یہان درہم و دینار مین برگ و ثمر آیا

حال دل صد چاک یہ کہتا ہی کلیجا
ہر پارہ ایک الماس کا ٹکرا نظر آیا

دیکہی کہ جدائی مین ہی کیا حال وہ بدظن
اسواسطی شب گہر مین میری بیخبر آیا

کیا دیر ہی ای ساقی گلفام سحر ہی
کیا عذر ہی ای زاہد خشک ابر تر آیا

روداد مین ہین شیفتہ کی مختلف احوال
پوچہنگی وہان سی جو کوئی معتبر آیا

جب رقیبون کا ستم یاد آیا
کچھہ تمہارا ہی کرم یاد آیا

کب ہمین حاجت پرسیدن تہی
غم نکہایا تہا کہ سم یاد آیا

نہ لکہا خط کہ خط پیشانی
مجھکو ہنگام رقم یاد آیا

شعلہ زخم سی ای صید فگن
داغ آہوی حرم یاد آیا

ٹہیری کیا دل کہ تیری شوخی سی
اضطراب پی ہم یاد آیا

خوبی بخت کہ پیمان عدو
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا

کہل گئی غیر سی الفت اوسکی
جام می سی مجہی جم یاد آیا

وہ مرا دل ہی کہ خوبون کو
دیکہکر آئینہ کم یاد آیا

کس لئی لطف کی باتین ہین پہر
کیا کوئی اور ستم یاد آیا

ایسی خود رفتہ ہوای شیفتہ کیون
کہین اوس شوخ کا رم یاد آیا

قبر پر وہ بت گلفام آیا
بارے مرنا تو میری کام آیا

دو قدم بھاگنی وہ کوچہ سے مگر — نامہ بر صبح گیا شام آیا
مر گئی پر نہ گیا رنج کدہ — گور پر آئی تو آرام آیا
خیر باد ای ہوس کام کہ اب — دلین شوق بت خودکام آیا
شمع کی طرح اوٹھی ہم بھی جب — دشمن تیرہ سرانجام آیا
جب میری آہ فلک پر پہنچے — تب وہ مغرور سر بام آیا

جلد منگواؤ شراب گلرنگ
شیفتہ ساقی گلفام آیا

ادب سے مین شکوہ کی جا شکر ستمگر آیا — کیا کرون تمہاری دلین سوز بان پر آیا
قبر سے اوٹھہ کے بھی دیبان مکرر آیا — وہ تو آئی نہین مین آپ مین گھبرا کر آیا
وعدہ کس شخص کیا اور وہ بھی نہایت بیجا — ہم بھی کیا خوب ہین سچ سمجھ باور آیا
مجھسے وہ صلح کو اس شان سے آئی گویا — جنگ کی واسطے دارا سے سکندر آیا
جذبہ شوق کی تاثیر سے کہتی ہین — سنکے قاصد کی خبر آپ وہ در پر آیا
خاک ہو سکا میری ذکر نہ آیا ہو کہین — آج اوس بزم سے کچھہ نخیر مکدر آیا
اوڑ گئی ہوش کہ پیغام اجل ہی تھا جواب — کوچہ یار سے زخمی جو کبوتر آیا
دل صد چاک مین سے کاکل شبگین کا خیال — کہ مجھی گریہ جو آیا تو معطر آیا
ای اجل نیم نگہ کی تو مجھی مہلت دی — اہل ماتم مین یہ چرچا ہی کہ دلبر آیا
اپنی محفل سے یہ آزردہ اوٹھایا مجکو — کہ سنا نیکی لنی اپنی نیز ہی گھر آیا
خدایا ہی مجھی لذت آزار نی چین — دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا

اب مرلی اوہین پر جیسی ہی بن آئیگی
شیفتہ ضد سے جوانی وہ ستمگر آیا

رات وہان گلکی طرح سے جسی خندان دیکھا — صبح بلبل کی روش ہمدم افغان دیکھا

کوئی بیجان جہان مین ہین جیسا لیکن — پری پیکر کو جیتی ہوئی بیجان دیکھا
سینی کیا جانئی کس فرو ہی جان دم قتل — کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
ہوا یہہ کہ کبھی اپنی گلی پر دیکھین — یون تو سوبار ترا خنجر بران دیکھا
اسطرفکو بھی نگہ تا سر مژگان آئی — باری کچھ کچھ اثر گریہ پنہان دیکھا
بانی ہائی ہوئی مرقد پہ میری آکی وہ جب — شمع کو نعش پہ پروانہ کی گریان دیکھا

قطعہ

غم غلط کرنیکو احباب ہمین جانب باغ — لیگئی گل تو عجب رنگ گلستان دیکھا
ورد مین خاصیت اخگر سوزان پائی — نسترن مین اثر خار مغیلان دیکھا
ایک نالہ مین ستمہای فلک سی چہوٹی — جسکو دشوار سمجھتی تہی سو آسان دیکھا
کون کہتا ہی کہ ظلمت مین کم آتا ہی نظر — جو نہ دیکھا تہا سو ہمنی شب ہجران دیکھا

شیفتہ زلف پریرو کا برا سایہ نہین
سینی جب اسکو دیکھا تو پریشان دیکھا

جفا و جور کا اوس سے گلا کیا — جو پوچھی مہربانی کیا وفا کیا
وہ بی پروا جواب نامہ لکھے — خدا جانی کہ دشمن نی لکھا کیا
دیا کیون ہوئی اوس بدخو پہ عاشق — ہمارا دوست کوئی بھی نہ تہا کیا
شمیم گل مین بوئی پیرہن ہے — غلط ہی یہہ کہ احسان صبا کیا
نہ لکھنا تہا بخم ناکامی عشق — جواب نامہ بی مدعا کیا
ہمین تہا آپ قصد عرض احوال — جو وہ خود پوچھتی ہین پوچھنا کیا
تماشا سی جلی گر خانہ بخیر — وہ کہتی ہین کہ آہ شعلہ زا کیا
فنائی عاشقان عین بقا ہے — دیت زندونکی کیسی خون بہا کیا
اگر ہی بوالہوس تو قتل کر چک — عدو سی وعدہ شوق آزما کیا

قطعه

کہا کل مینی اي سرمایۂ ناز — تلوّن سی یہ کچھ مدعا کیا
کبہی مجھہ پر عتاب بی سبب کیون — کبہی بیوجہ غیرون سی وفا کیا
کبہی محفل مین وہ بیباکیان کیون — کبہی خلوت مین یہہ شرم وحیا کیا
کبہی تمکین صولت آفرین کیون — کبہی الطاف جرأت آزما کیا
کبہی وہ طعنہ ہای جانگزا کیون — کبہی یہہ غمزہ ہای جانفزا کیا
کبہی شعرونسی میری نغمہ سازے — کبہی کہنا کہ یہہ تمنی کہا کیا
کبہی بیجرم یہہ آزردہ ہونا — کہ کیا طاقت جو پوچھون مین خطا کیا
کبہی آتش و شمنی پر پہر تسکین — یہی ہم جلوہ ہای دلربا کیا
یہہ سب طول اوسنی سنکر بی تکلف — جواب ایک مختصر مجھکو دیا کیا

ابہی اي شیفتہ واقف نہین تم
کہ باتین عشق مین ہوتی ہین کیا کیا

وہ پریوش عشق کی افسون سی مایل ہوگیا — نفث مین مشہور ہین گو نہین عامل ہوگیا
مین نہین فرہاد وہ خسرو نہین پہر کیا سبب — بحر کا مایل جو وہ شیرین شمایل ہوگیا
اشکباری سی ہمکناری کی ہوس مین رات تہی — قلزم گریہ کو اوسکا دہیان ساحل ہوگیا
زخم میری خنجر خونریز تہی اغیار کو — بیوفائی سی خجل کسوقت قاتل ہوگیا
اہل وحشت کو مری شورش سی لازم ہی حذر — مین وہ مجنون ہون کہ مجنونکی مقابل ہوگیا
رشک خسرو لی تعرف ناز شیرین کی اثر — سینۂ فرہاد مثل بیستون سل ہوگیا
سی خراش ناخن غم مین ہی کیا پایندگی — جو ہلال غرہ تہا سو ماہ کامل ہوگیا
عید کی دن ذبح کرنا اور بہی اچہا ہوا — حلقۂ اسلام مین وہ شوخ داخل ہوگیا
اوسکی اوبہنی سی یہہ خجلی پڑ گئی بس بزم مین — طور روز حشر سب کو طور محفل ہوگیا

ہوش تو دیکھو کہ سنکر میری حسرت کی خبر
چھوڑ کر دیوانہ پن کو قیس عاقل ہو گیا

ہاتھ اوٹھایا اوسنی قتل بیگنہ سی مرے بعد
طائع اغیار سی جلاد عادل ہو گیا

حسن کی اعجاز نی تیری مٹایا کفر کو
تیری آگی نقش مانی نقش باطل ہو گیا

میری مرتی دم جو رویا وہ بڑی تسخیر تھی
آب چشم یار آب چاہ بابل ہو گیا

ہی عدم میں بھی تلاش سرمہ تشنک و تنک
شیفتہ تیغ نگہ سی کسکی گھایل ہو گیا

یار کو محروم تماشا کیا
مرگ مفاجات نی یہہ کیا کیا

آپ جو ہنستی رہی شب بزم میں
جان کو دشمن کی میں رویا کیا

عرض تمنا سی رہا بیقرار
شب وہ مجھی میں اوسی چھیڑا کیا

سرد ہوا دل وہ ہی بخر دلنی گرم
شعلہ نی اولٹا مجھی ٹھنڈا کیا

مہر قمر کا ہی اب اونکو گمان
آہ فلک سیر نی یہہ کیا کیا

اونکو محبت ہی میں شک پڑ گیا
ڈر سی جو شکوہ نہ عدو کا کیا

دیکھی اب کون لی خاک میں
یار نی گردون سی کچھ ایما کیا

حسرت آغوش ہی کیون بیقرار
غیر سی کب اوسنی کنارا کیا

چشم عنایت سی بچی جان مجھی
نرگس بیمار نی اچھا کیا

غیر ہی کو جانینگی اب شیفتہ
کچھ تو ہی جو یار نی ایسا کیا

اوس سی جنبش ابرو کا گلا ہو نہین سکتا
دل گوشت ہی ناخن سی جدا ہو نہین سکتا

کچھ تو ہی اثر کہ تیری قربان ہم تھی
تا تو لبی لو کچھ کام میرا ہو نہین سکتا

گر غیر ہی ہو وقف ستم تو ہی مسلم
کچھ تم سی بجز جور و جفا ہو نہین سکتا

کھولی گرہ و گلو تیرا ناخن شمشیر
یہہ کام اجل سی بھی روا ہو نہین سکتا

سخت ہو گئی راہ مین اوس کوچہ کی پہیر
رہنما رہبر ہی راہنما ہو نہین سکتا

بیٹہی جو کہا ہمدم اغیار بہو ہے تجہے
تو چنین پچنین ہو گئی کہا ہو نہین سکتا

بہہ راز محبت ہی نہ افسانہ بلبل
محرم ہو میری باد صبا ہو نہین سکتا

کب طالع خفتہ نی دیا خواب مین آ کی
وعدہ بہی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا

وہ مجہسی خفا ہی تو اوسی یہہ بہی ہی زیبا
پر شیفتہ مین اوس سی خفا ہو نہین سکتا

صبح ہونی ہی کیا گہر مہ تابان میرا
بخیہ خور نی کیا چاک گریبان میرا

گرم گرم اوس رخ نازک پہ نظر کی کسنی
رشک گلہز ہی کیون دیدہ گریان میرا

وادی نجد کو دل سی نہ دینا نسبت
ہی وہ مجنون کا بیابان یہ بیابان میرا

دیکہکر میرطرف ہنسکی کہا یہہ دم قتل
آج تو دیکہہ لیا آپ نی ہیجان میرا

نہ گہر آیا نہ جنازہ پہ نہ مرقد پہ کبہی
حیف صد حیف نہ نکلا کوئی ارمان میرا

چارہ ساز کوئی رہتا ہی بجز چاک گری
آپ سو بار سئین ہین یہہ گریبان میرا

اوسکی زلفونکا ہنود بیان تو اے شیفتہ پہر
اس شب ہجر مین ہی کون نگہبان میرا

گور مین یاد قد یار نی سونی نہ دیا
فتنہ حشر کو رفتار نی سونی نہ دیا

واہ اے طالع خفتہ کہ شب عیش مین بہی
وہم بیخوابی اغیار نی سونی نہ دیا

وار مین صورت آغوش سحر تک آنکہین
شوق ہمخوابی دلدار نی سونی نہ دیا

یاس سی آنکہہ بہی جہپکی تو توقع سی کہلی
صبح تک وعدہ دیدار نی سونی نہ دیا

طالع خفتہ کی تعریف کہان تک کیجے
پانو کو بہی خلش خار نی سونی نہ دیا

درد دل سی جو کہا نیند نہ آئی تو کہا
مجکو کب نرگس بیمار نی سونی نہ دیا

شب ہجران کی کہا قصہ گیسوی دراز

شیفتہ تو بھی دل زار لی سو لی نہ دیا

آج ہی کیا آگ سی سرگرم کین تو کب نہ تھا
شمع ساں مجبور خوی آتشین تو کب نہ تھا

آج ہی دعوی ہی کیا تجکو بتان دہر سی
غیرت غلمان و رشک حور عین تو کب نہ تھا

آج ہی ہر بات پر توجہہ کیا رکتا ہی تو
ای ستمگر بر سر پرخاش و کین تو کب نہ تھا

آج ہی تیری جگہہ کچھ سینہ و دل مین نہین
مثل تیر غمزہ ظالم دلنشین تو کب نہ تھا

آج ہی کیا شرم و شوخی کو ملایا ہی بہم
غیر سی بیباک مجھسی شرمگین تو کب نہ تھا

آج ہی کیا ہی فلک پر شکوہ فریاد خلق
ای ستمگر آفت روی زمین تو کب نہ تھا

آج ہی کیا دشمنوں سی قتل کی تدبیر ہی
ای جفا جو در پی جان حزین تو کب نہ تھا

آج ہی باتین بنانی بہانی آنی مین نہین
حیلہ گر تو کب نہ تھا عذر آفرین تو کب نہ تھا

آج ہی اوسکر بہانی سی گیا عدو کی گہر گیا
مہروش شب کو کہین دنکو کہین تو کب نہ تھا

آج ہی بیگانگانی سی لگی کیا چار چاند
بی تکلف بی تکلف مہ جبین تو کب نہ تھا

آج ہی کچھ سوز ہجران سی نہین پروانہ وار
شیفتہ بیتاب روی آتشین تو کب نہ تھا

مین پریشان گرد او رمحفل نشین تو کب نہ تھا
ہر کہین کب مین نہ تھا مین ہر کہین تو کب نہ تھا

یہاں سنگ حرف ملامت وہاں گراں عرض نیاز
سخت جان مین کب نہ تھا نازنین تو کب نہ تھا

یا صحیح واعظ کی مطعون ای صنم ہم کب نہ تھی
آفت جان و بلای عقل و دین تو کب نہ تھا

انتہا کی بات ہی یہاں ابتدای عشق سی
ہم نہ تھی کب عجز گستر خشمگین تو کب نہ تھا

جستجو مین سرمہ تسخیر کی ہم کب نہ تھی
چشم افسون ساز سی سحر آفرین تو کب نہ تھا

تجکو شک الفت مین اپنی ہمکو وہم ربط غیر
بدگمان ہم کب نہ تھی اور بی یقین تو کب نہ تھا

ناشکیبا مضطرب وقف ستم ہم کب نہ تھی
بیمروت بیوفا مصروف کین تو کب نہ تھا

تیری ان باتون پہ ہم طعنی اوٹھاتی کب نہ تھی

ای ستمگر شیفتہ کا ہمنشیں تو کب تھا

میں وصل میں بھی شیفتہ حسرت طلب رہا
گستاخیوں میں بھی مجھے پاس ادب رہا

تغییر وضع کی ہے اشارہ وداع کا
یعنی جفا پہ خوگر الطاف کب رہا

میں رشک سے چلا تو کہا بے سبب چلا
اسیر جور رکھا تو کہا بے سبب رہا

دم بھر بھی عجز پر نگہہ لطف کیوں ہے اب
اک عمر میں ستم کش خشم غضب رہا

تھا شب تو آہ میں بھی اثر جذب دل میں بھی
کیونکر نہ آئی شیفتہ مجھکو عجب رہا

بسکہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا

عمر گذری ہے تصور میں رخ و کاکل کے
رات دن اور ہے اے گردش ایام اپنا

دہاں یہ قدغن کہ نہ آواز فغاں بھی پہنچی
یہاں یہ شورش کہ گذرا ہو لب بام اپنا

اور نہ نازک کو کہاں گرمی صحبت کی تاب
بس کلیجا نہ لگا اے طمع خام اپنا

تپش دل کے سبب سے ہے مجھے خواہش مرگ
کون ہے جسکو نہ منظور ہو آرام اپنا

بادہ نوشی سے بہاری جو لہو خشک ہوا
خون اغیار سے لبریز ہے کیا جام اپنا

لطف سمجھوں تو بجا جور بھی سمجھوں تو درست
تمنے بھیجا ہے میرے پاس جو پیغام اپنا

ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اسکو
آپ عاشق ہی بگڑ وہ بت خود کام اپنا

تاب بوسہ کی کسی شیفتہ وہ دیں بھی اگر
کر چکی کام یہاں لذت دشنام اپنا

جی داغ غم رشک سے جلجائے تو اچھا
ارمان عدو کا بھی نکلجائے تو اچھا

پروانہ نہ میرے جلانیکو وفادار
محفل میں کوئی شمع بدل جائے تو اچھا

کس چین سے نظارہ ہر دم ہو میسر
دل کوچہ دشمن میں بہل جائے تو اچھا

تم غیر کی قدمبوسی سے نکل آؤ تو بہتر
حسرت یہ میرے دل کی نکل جائے تو اچھا

سودا زدہ کہتی ہین ہوا شیفتہ افسوس
تنہا وہ بہت بیمار تہی سنبہل جاتی تو تہا

پلا جام ساقی مئی ناب کا
کہ کچھہ خط اوٹھی سیر مہتاب کا

دل زار کا ماجرا کیا کہون
فسانا ہی مشہور سیماب کا

کہان ہیں وہ نایاب پایا جسے
غلط شوق ہی جنس نایاب کا

کلیجو غل اسی خوشنوایان صبح
یہہ ہی وقت اونکی شکر خواب کا

محبت نہ ہرگز جتائی گئے
رہا ذکر گل اور مہتاب کا

دم سرد سی لا نہ طوفان باد
نہ سن ماجرا چشم پر آب کا

وہان بیخودی کی خبر کون لے
جہان شغل ہو بادہ ناب کا

وہان تیرہ روزی کی پروا کسے
جہان شوق ہو سیر مہتاب کا

وہ تشخیص شخصی ہی جاتی رہے
کنارا اوٹہی ہی جلباب کا

یہین بی جرم رہتا ہون خالیف کہ وہان
جفا مین نہین دخل اسباب کا

پڑی صبر آرام کی جان پر
پڑی جان لی صبر و بیتاب کا

لب لعل کو کسکی جنبش ہوئی
ہوا مین ہی کچھہ رنگ عناب کا

نہ کرنا خطا پر لطف شیفتہ
کہ اغماض شیوہ ہی احباب کا

تقلید عدو سی ہمین ابرام نہوگا
ہم خاص نہین اور کرم عام نہوگا

صیاد کا دل اوس سی پگہلنا متعذر
جو نالہ کہ آتش فگن دام نہوگا

جس سی ہی تجہی ربط وہ ہی کون کہان سے
الزام کی دینی سی تو الزام نہوگا

بیداد وہ اور اوس سی وفا یہہ کوئی مجہسا
مجبور ہوائی دل خود کام نہوگا

وہ غیر کی گہر نغمہ سرا ہوگی مگر کب
جب ہمسی کوئی نالہ سرانجام نہوگا

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سی کیا کام
بد نام اگر ہونگی تو کیا نام نہو گا

قاصد کو کیا قتل کبوتر کو کیا ذبح
لیجای مرا اب کوئی پیغام نہو گا

جب پردہ اوٹہا بت سی عدو دوست کہاں تک
آزار عدو سی مجہی آرام نہو گا

یہاں جیتی ہیں امید شب وصل پر اور وہاں
ہر صبح توقع ہی کہ تا شام نہو گا

قاصد ہی عبث منتظر وقت کہاں وقت
کسوقت اونہیں شغل می و جام نہو گا

دشمن لیں دشنام سہی ہی طالب بوسہ
محو اثر لذت دشنام نہو گا

رخصت لب لب ای نالہ کہ یہاں ہر حلقی ہی
نالہ نہیں جو آفت اجرام نہو گا

برق آئینہ فرصت گلزار ہی اور سبز
آئینہ نہ دیکہی کوئی گلفام نہو گا

ای اہل نظر ذرہ میں پوشیدہ ہی خورشید
ایضاح سی حاصل بجز ابہام نہو گا

اس ناز و تغافل میں ہی قاصد کی خرابی
بیچارہ کبہی لایق انعام نہو گا

اوس سیم کی چلنی میں ہو ہم کیوں نہ متردد
کیا شیفتہ کچہ انکا اکرام نہو گا

دیکہوں تو کہاں تک وہ تلطف نہیں کرتا
آزری سی اگر جبر ہی تو میں اف نہیں کرتا

تم دیتی ہو تکلیف مجہی ہوتی ہی راحت
سچ جانئی میں اسمیں تکلف نہیں کرتا

سب باتیں اونہیں کی ہیں یہ سچ بولیو قاصد
کچہ اپنی طرف سی تو تصرف نہیں کرتا

سو خوف کی سو جا ہی مگر رند نظرباز
دل جلوہ گہہ لا تخف و تشف نہیں کرتا

شوخی سی کسیطرح سی چین اوسکو نہیں ہی
آتا ہی مگر آگی توقف نہیں کرتا

اوس شوخ ستمگر سی بڑا ہی مجہی پالا
جو قتل کئی پر بہی تاسف نہیں کرتا

جو کچہ ہی انا ہیں وہ یکتا ہی انا ہی
کچہ آپ سی میں ذکر تصوف نہیں کرتا

تسکین ہو کیا وعدہ سی معشوق ہی آخر
ہر چند سنا ہی کہ تخلف نہیں کرتا

کیا حال تمہارا ہی ہمیں ہی تو بتاؤ

بیوجہہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا

اپنے جوار مین ہمین مسکن بنا دیا
دشمن کو اور دوست نے دشمن بنا دیا

مشاطہ نے نگہ عمل سیمیا کیا
گلبرگ کو جو غنچہ سوسن بنا دیا

دامن تک اوسکے ہاتھ نہ پہنچا کبھی تو ہاتھ
جیبن تہہ لی کہ جیب کو دامن بنا دیا

دیکھا نہو گا خواب مین بھی یہہ فروغ حسن
پردے کو اوسکی جلوہ نے چلمن بنا دیا

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہہ اختیار
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا

پروانہ سے خموش کہ حکم سخن نہین
بلبل سے نغمہ گر کہ نوا زن بنا دیا

صحرا بنا رہا ہے وہ افسوس شہر کو
صحرا کو جسکی جلوہ نے گلشن بنا دیا

مشاطگی کا قصور سہی سب بناؤ مین
اوسنے ہی کیا نگہہ کو بھی پرفن بنا دیا

اظہار عشق اوس سے نکرنا تہا شیفتہ
یہہ کیا کیا کہ دوست کو دشمن بنا دیا

کیا لائے زکوٰۃ کوئی بینوا نہ تہا
انفاس یاد مین نفس آشنا نہ تہا

اس قوم کی سرشت مین ہی کم محبتی
شکوہ جو اوس سے تہا مجھے ہرگز بجا نہ تہا

تاثیر نالہ نکتۂ بعد الوقوع ہے
یہان غیر رسم اور کوئی مدعا نہ تہا

وحشت سے مجکو پہلے بھی پر یہہ طپش نہ تھی
شورش سے تھی مجکو پہلے بھی پر یہہ مزا نہ تہا

اوسکی نگاہ ناز عجب تازیانہ تھی
اسقدر بہرا وہ ہر نظر شوق کا نہ تہا

افسوس وہ شعار کوئی بین نہیں گیا
جو عالم عقول سے نا آشنا نہ تہا

سفر ہائے اسقدر رہے کیون آیات کو
مدت مین گو ملی تھی مگر بے بہا نہ تہا

بے پردہ اوسکی آنے سے حیرت ہوئی مجھے
در وصل عدو کی رات بھی روز جزا نہ تہا

تا ان دنگ کی تھی ہمین توفیق شیفتہ
ساز و نوا کی واسطے برگ و نوا نہ تہا

گل نغمہ گر جو مطرب جادو ترانہ تنہا
ہوش و حواس و عقل و خرد کا بتانہ تنہا

یہ بت کہ جائے شیب سے جب تھا اتفاق یہیں
عہد شباب اور جنوں کا زمانہ تنہا

معلوم ہے ستانے سو ہر ایک بہانہ سے
قصداً نہ آئی رات خدا کا بہانہ تنہا

حسرت سے اوس کی کوچہ کو گو کہ نہ دیکھتی
اپنا بھی اس چمن میں کبھی آشیانہ تنہا

کیا میکدہ نہیں ہے کہ دارس میں وہ نہیں
البتہ ایک وہاں دل بیدعا نہ تنہا

ساقی کی بیہودہ نہیں بات رات کو
مطرب اگرچہ کام میں اپنے لگا نہ تنہا

کچھ آج اوس کی بزم میں بیدب ہے بیہودہ
آلودہ مے سے دامن باد صبا نہ تنہا

دشمن کی فعل کی تھیں تو جبہ کیا ضرور
تم سے فقط مجھے گلہ دوستانہ تنہا

گل شگفتہ سحر کو عجب حال جوش میں تھی
آنکھوں میں نشا اور لبوں پر ترانہ تنہا

تنہا غیر کا جو رخ جدائی تمام شب
نیند اوس کو میری ساتھ نہ آئی تمام شب

شکوہ مجھے تھو جو ملاقات حد سے ہو
وہاں صلح ایک دم ہے لڑائی تمام شب

یہ قدر ہا کہ سونے نہ پایا میں کہیں مجھے
وعدہ کی رات نیند نہ آئی تمام شب

سچ تو یہ ہے کہ بول گئی اکثر اہل شوق
بلبل لے کے جو نالہ سرائی تمام شب

دم سے عمر کھو گئی جز ذکر رقیب میں
کیفیت وصال نہ پائی تمام شب

تھوڑا سا صبر بھی چاہیے فرما کر التفات
کرتی رہے وہ اپنی برائی تمام شب

وہ آہ تار و پود ہو جسکا ہوائی زلف
کرتی ہے عنبری و صبائی تمام شب

وہ صبح جلوہ جلوہ گر باغ تھا جو رات
مرغ سحر نے ورد ہم جدائی تمام شب

افسانے سے لگا رہے آنکھ نہ سے خواب سے
بے فکر وصل و ذکر جدائی تمام شب

جسکی شمیم زلف پہ میں عشق ہوں شگفتہ
اوسنے شمیم زلف سنگھائی تمام شب

یون بزم گلرخان مین ہی اس دلکو اضطراب
جیسی بہار مین ہو عنادل کو اضطراب

نیرنگ حسن و عشق کی کیا کیا ظہور ہین
بسمل کو اضطراب ہی قاتل کو اضطراب

آجا ہی ہمنشین وہ پریوش تو کیا نہو
دیوانہ وار ناصح عاقل کو اضطراب

سیماب وار سارہی بدنکو ہی یہان تپش
تسکین ہو سکی جو ہو اک دلکو اضطراب

وہ با ادب شہید ہون مین ہون میرا جو نام لی
قاتل تو پہر ہو کسی بسمل کو اضطراب

افسوس باد آہ سی ہل ہی نجا ہی اور
یون ہو ہوا سی پردہ محمل کو اضطراب

مین جان بلب ہون اور خبر وصل جان طلب
کیا کیا نہین دہندہ و سایل کو اضطراب

لکہا ہی خط مین حال دل بیقرار کا
ہوگا ضرور شیفتہ حامل کو اضطراب

کیا اوٹہہ گیا ہی دیدۂ اغیار سی حجاب
بیگا پری ہی کیون نگہہ یار سی حجاب

لاؤ نعم نہین جو تمنا ہی وصل پر
انکار سی حجاب ہی اقرار سی حجاب

تقلید شکل چاہئی سیرت مین بہی تجہی
کب سی مجہی تیری اطوار سی حجاب

دشنام دین جو بوسہ مین ابرام ہم کرین
طبع غیور کو ہی مرا اصرار سی حجاب

رندی مین بہی گئی نہ ہمیشہ توری و صلاح
آتا ہی مجکو محرم اسرار سی حجاب

وہ طعنہ زن ہی زندگی ہجر پر عبث
آتا ہی مجکو حسرت دیدار سی حجاب

جوش نگاہ دیدۂ حیران کو کیا کہون
ظاہر ہی روی آئینہ رخسار سی حجاب

روز و شب وصال مبارک ہو شیفتہ
جور فلک کو ہی ستم یار سی حجاب

دشمن سی ہی بری دل مضطر کی شکایت
کیونکہ نکرون شوخی دلبر کی شکایت

دیوانہ الفت ادب آموز خرد سے
سودی مین نہین زلف معنبر کی شکایت

تاثیر نکر قتل شہیدان وفا مین
ہر ایک کو ہی تیری خنجر کی شکایت

تاثیر ہو کیا اون لب و دندان کا ہون بیمار
لی لعل کا شکوہ ہی نہ گوہر کی شکایت

کیون بوالہوسونسی دل عاشق کا گلہ ہی
غیرونسی بھی کرتا ہی کوئی گھر کی شکایت

اب ظلم ستمگر کی نگہہ سی ہون مقابل
ہوتی تھی کبھی کاوش نشتر کی شکایت

یہان کانٹونپہ بھی لوٹنی مین چین نہین ہی
وہان غیر سی ہی پھولونکی بستر کی شکایت

تعلیم بدآموز کو ہم کرتی ہین یعنے
ہی شکر وفا جور ستمگر کی شکایت

بی پردہ وہ آئینگی پہ تو کیسی مجھی ہوگی
ای شیفتہ ہنگامہ محشر کی شکایت

اوس وفا کی مجھسی پھر اُمیدواری ہی عبث
دلفریبی کی لگاوٹ یہہ تمہاری ہی عبث

دشمنی کو جو کہ احسان جانتا ہو ناز ہی
اوس ستم ایجاد سی اُمیدیاری ہی عبث

غمزہ ہای دوست بعد از مرگ بھی نظرون مین
وہم راحت تو سی عدو کو بیقراری ہی عبث

سرو مین کب پھل لگا تاثیر کیا آہ مین
چشم تر کی صورت ابر اشکباری ہی عبث

ہمنی غافل پاکی تجکو اور کو دل دیدیا
ای ستمگر اب تیری غفلت شعاری ہی عبث

ہجر مین چرخ و اجل لی گر نکی یاری تو کیا
دشمنونسی شیفتہ امیدواری ہی عبث

نہ کر فاش راز گلستان عبث
بہو بلبل زار نالان عبث

کفایت نہی تجکو تو چین جبین
کیا قتل کا اور سامان عبث

تقدم ہی ترک عدو کی قسم
وگرنہ یہہ سب عہد و پیمان عبث

جو آیا ہی وادی مین تو صبر کر
شکایات خار مغیلان عبث

تکبر گدائی خرابات سے
زہی خواجہ کھو جان و ایمان عبث

وہان صوت مینا و آواز ساز
خوش آہنگی مرغ شب خوان عبث

وہان دن بجی تکو ہوتی ہی صبح
سحر خیزی عندلیبان عبث

دم خضر ہی چشمۂ زندگی
سکندر سراب حیوان عبث

پری کا دہان مجھکو سایہ ہوا
نہیں اشتیاق و لبنان عبث

طلبگار راحت ہیں نادردمند
اگر درد ہی فکر درمان عبث

یہہ نازک مزاجونکا دستور ہی
خشونت سی اندوہ حرمان عبث

شکایت کو اوسنی سنا بہی نہیں
کہلا غیر پر راز پنہان عبث

میری غم میں گیسوی مشکین نہ کہول
ہو خلق کا دشمن جان عبث

محبت جتاتا ہون ہر طور سے
اثر کی نظر سوی افغان عبث

نہ سمجہا کسی نی مجھی کل نہ صبح
ہوا ٹکڑی ٹکڑی گریبان عبث

مجھی یون ستاتی وہ کب بزم مین
اوٹہائی رقیبون نی طوفان عبث

یہہ انداز دلکش کہان شیفتہ
جگر کاوی مرغ بستان عبث

ای شیفتہ نوید شب غم سحر سی آج
بیتاب آفتاب فروغ قمر سی آج

آہنگ دلپذیر سی مطرب کی جان نواز
آہ جگر خراش کا ظاہر اثر سی آج

دل سی کشادہ تر ہو کیونکر فضای بزم
تنگی خانہ حلقۂ بیرون در سی آج

فانوس مین نہ شمع نہ شیشہ مین ہی پری
ساغر مین جس بہار سی می جلوہ گر سی آج

پروانونکا داغ بہی ہی آسمان پر
نور چراغ مین جو فروغ قمر سی آج

ہر سمت جلوہ گر ہین جوانان لالہ رو
گلزار جسکو کہتی ہین وہ اپنا گہر سی آج

سامان وہ کہ آئی نہ چشم خیال مین
آ ای رقیب دیکہہ کہ پیش نظر سی آج

وہ دن گئی کہ ربط سر و سنگ تہا بہم
شکرانہ کی سجود مین اور اپنا سر سی آج

اسباب عیش یہہ جو مہیا ہی شیفتہ
کیا پردہ کستی اپنی اونکی خبر سی آج

شیفتہ سحر مین تو نالۂ شبگیر نہ کھینچ — صبح ہونیکی نہین خجلت تاثیر نہ کھینچ
ای ستمگر رگ جان مین ہی مری پیوستہ — دم نکلجا ہیگا سینہ سی مری تیر نہ کھینچ
جور پر بھی کوئی کرتا ہی عمل دنیا مین — رنج بیہودہ بس ای عامل تسخیر نہ کھینچ
عشق سی کیا ہی بجھی شکل تری کہتی ہی — حسن تقریر کو آہین دم تقریر نہ کھینچ
ہی یہہ سامان صفائی کا عدو سی کیونکر — دست مشاطہ سی یون زلف گرہگیر نہ کھینچ
ای ستم پیشہ کہو اُمید تلافی تو رہی — دست نازک سی مری قتل کو شمشیر نہ کھینچ
چارہ گر فکر کر ایسین کہ مقدر بدلے — ورنہ بیہودہ اذیت پی تدبیر نہ کھینچ
کون مجرم ہی جو شایق تعذیر نہین — شوق تعذیر سی تو حسرت تقصیر نہ کھینچ

وجد کو زمزمۂ مرغ سحر کافی ہی
شیفتہ ناز مغنی و مزامیر نہ کھینچ

ناصح تپان ہی شیفتہ نیم جانکی طرح — کیا دل مین چبھ گئی نگہ جانستانکی طرح
بہتر ہی آب عمر سی دل کھولکر ملین — آخر تو یہہ بھی میری ہی ہی امتحانکی طرح
اوس شمع رو کی بزم مین نالی نہتا کوئی — ہوتی سبک جو نالۂ آتش فشانکی طرح
کیون ہر نفس سی شہد خموشی سی بند لب — بہاتی ہی دلکو لُنی شیرین بیانکی طرح
لڑنی مین آشتی نہ تغافل مین التفات — یہہ جور کی نکالی ہی تمنی کہانکی طرح
خمیازہ بند بند گسل ہی خمار سی — بدمست کر گئی یہہ کس ابرو کمانکی طرح
ہر ہر قدم پہ رشک سی جلتی ہی شمع قد — چلتا ہی وہ بھی شیفتہ میری زبانکی طرح

دیا ہی بوسہ مجھی جب کہ مین ہوا گستاخ — غلط ہی بات کہ کم رزق ہی گدا گستاخ
تمہاری بزم مین افسردہ مین نہ ہونگا — نسیم باغ مین چالاک ہی صبا گستاخ
کہان ہی غیرت شوخی کہ جا ہی غیر سے ملے — نگاہ یار سی ہر وقت ہی حیا گستاخ

سفینہ جیسی کہ خدمت سی چل نکلتی ہیں
غرور مہر و وفا نی مجھی کیا گستاخ

لبوں سی جان ہی گستاخ ذوق بیحد سی
زبان بوسہ مجھی تو ملی کیوں کہا گستاخ

قبول کیوں نہوئی خواہش ہم آغوشی
کہ آشنا و نہی ہوتی ہیں آشنا گستاخ

عنان ضبط کوئی شیفتہ سی تھمتی ہی
کہ ہر کرشمہ ہی چالاک و ہر ادا گستاخ

روز غم میں کیا قیامت ہی شب عشرت کی یاد
اشک خونسی اگئیں رنگینیاں صحبت کی یاد

میری حالت دیکھہ تو تغیر کتنی ہو چکی
وصل کی دن دمبدم کیون تشنۂ ساعت کی یاد

ہیں ہوں بیکس اور بیکس پر ترحم ہی ضرور
حسن روز افزون دلا دینا میری حالت کی یاد

طاقت جنبش نہیں اس حال پر قصد عدم
مرگئی پر بھی رہیگی اپنی اس ہمت کی یاد

غالبا ایام حرمان بیخودی میں کٹ گئی
آتی ہی پھر آرزو بھولی ہوئی مدت کی یاد

دل لگانیکا ارادہ پھر ہی شاید شیفتہ
ایسی حسرتسی جو ہی گذری نہوئی الفت کی یاد

طلب بوسہ پہ اوس لب سی شکر آب لذیذ
تند ہی تلخ ہی لیکن ہی مئی ناب لذیذ

کچھہ مزا تو نسمجھہ خضر امور عشرت
سب مزاجون نہیں ہیں انکیسی اسباب لذیذ

سم کی تاثیر کری بحر میں آب حیوان
مئی گلگون سوا وصلمیں ہی آب لذیذ

زود تر یاد سہی پر نہیں مقبول فغان
تا نہ معلوم ہو تلخی مئی ناب لذیذ

شیفتہ ذوق سحر اوسنی کہاں دیکھا ہی
وہ جو کہتا ہی کہ ہی آخر شب خواب لذیذ

وصل کی لطف اوٹھاؤں کیوں کر
تاب اوس جلوہ کی لاؤں کیوں کر

گرمجوشی کا کروں شکوہ کہ وہ
کہتی ہیں تجکو جلاؤں کیوں کر

کیا کروں ہای ہیں بیتاب وہ شوخ
چین سی پاس بٹھاؤں کیوں کر

ہر بُن مُو سے دیوان اُٹھتا ہے
میری آنے سے تم اُٹھ جاتے ہو
یاد نے جسکی بہلایا سب کچھ
آپ بھلایا مجھے رونا اپنا
چارۂ عمر سے فرصت ہی نہیں
زندگانی سے خفا ہوں اپنی
اُدھر کی آتی ہے بھڑک اُٹھی اور

آتشِ غم کو چھپاؤں کیونکر
بزمِ دشمن میں نہ آؤں کیونکر
اُسکی میں یاد بھلاؤں کیونکر
کہتے ہیں آہی میں جاؤں کیونکر
دردِ دل اُسکو سناؤں کیونکر
پھر کہو تمکو ستاؤں کیونکر
آتشِ دلکو بجھاؤں کیونکر

شورِ محشر ابھی خونک اُٹھی کا
شفقتہ کو میں جگاؤں کیونکر

شفقتہ آیا ہو نہیں کسکا تماشا دیکھکر
شوق خوبان اوڑ گیا حور دلکا جلوہ دیکھکر
ہی وہ آتش جلوہ اشک افشان ہماری آنکھ سے
عمر جو گذری سو گذری پر ہے اچھا ہوا
سائل میرم کی ہستی مجھے قربانی لگی
ہے وہاں شستی طلب میں جان بہاں کر گئے
ہیں اور دو نو سخت لیکن کونسا ہے سخت تر
گھاتو ہے ہمکو غنیمت ہے کہ آبادی تو ہے
اب کسی لاؤں گواہی کی لیئے بزور خرا
میں کہیں تو ہیں مجنون آپ لیکن کیا کروں
التماس وصل پر بگڑی تہی سبب راکو
دوستی کرتی ہیں ارباب غرض پر اکسی

رنگی حیران مجکو سب خود آرا دیکھکر
رنج دنیا مٹ گیا آرام عقبی دیکھکر
شمع رو دیتی ہے پروانہ کو جلتا دیکھکر
خط دیا تھا نامہ بر نے اُسکو تنہا دیکھکر
آرزوئی شوق کا گرم تقاضا دیکھکر
کام کرتی ہیں مزاج کارفرما دیکھکر
اپنی دلکو دیکھتی ہیں اکلیجا دیکھکر
آئی ہیں ہم سخت پر آشوب صحرا دیکھکر
میری دشمن ہو گئی اُسکو اچھا دیکھکر
ہو نہ میں بھر آتا ہے پانی جام و مینا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
میری عاشق ہیں عدو اب ربط اوسکا دیکھکر

لی لفظ مجکو سناوگی جو دیکھو گی ستم
آپ عاشق ہو ہوئی ہیں شوق میرا دیکھکر

پھر کہو گی اوسکو دل فرما وائی ہائی دل
جو ہو بیتاب و مضطر روی زیبا دیکھکر

یار پہلو میں نہیں ہی جام و مینا میں نہیں
تم ہوئی حیران مجکو ناشکیبا دیکھکر

ناگہاں باد موافق شگفتہ چلنی لگی
جان پر کل بن رہی تھی شور دریا دیکھکر

تھا قصد بوسہ نشہ میں سرشار دیکھکر
غش آگیا مجھی اونہیں ہشیار دیکھکر

کچھ بیم قتل سے نہیں آنکھوں میں اشک سرخ
کہتا ہی جوشش خون تیری تلوار دیکھکر

جاتی ہیں اور منع کی طاقت نہیں مگر
رہ جائیں اب وہ مجھی ناچار دیکھکر

پردہ کسکا یاد نہ بہلی پیر وگی ہی یاد
غش ہو گیا میں کعبہ کی استار دیکھکر

سرخیل عاشقاں مجھی کہتی ہیں بوالہوس
عاشق کہا اوسکو بایں آزار دیکھکر

آتی ہیں یاد کاکل و زلفی حلقہ نشین
روتا ہوں دام و مرغ گرفتار دیکھکر

کیا بنگیا سواد صورت دیوار دیکھنا
صورت کسیکی میں سر دیوار دیکھکر

رحم ایسی سناوگی یہ ستمگر ضرور سے
عاشق ہوئی ہیں ہم تجھی بیکار دیکھکر

کم عاشقی سے لیتی ہیں دل ہوشیار میں
بکتا ہی یوں شوق خریدار دیکھکر

کہتا تھا وقت مرگ کی سرانک سے شگفتہ
دنیا کسیکو دل نہ وفادار دیکھکر

یوں پاس بوالہوس میں چشم غضب سے دور
یہ بات ہے بڑی دل عاشق طلب سے دور

دیوانہ میں نہیں کہ اتا لیلی لب پہ آئی
باتیں خلاف وضع میں اہل ادب سے دور

مجکو سنا کی کہتی ہیں ہمدم سے یاد ہی
ایک آدمی کو چاہتی تھی ہم بھی اب سے دور

جو لطف میں بھی پاس بٹھلنی نہ دی کبھی
رکھیو الہی ایسکی مجکو غضب سے دور

کیونکر میں انجمن میں تمہارے سرنگون
ارباب رنج رستی ہیں اہل طرب سے دور

ہمسی اٹھ سی معاملہ تہا جان و جسم کا / ہرگز ملا نہ گاہ ہوا ہای جیب سی دور

تو بہی جو میری پاس نہ آئی تو کیا کرون / تیری ہی پاس سی تو مین رہتا ہون شب سی دور

مین غیر بوالہوس نہین ڈرتی ہو کس لئی / مجھسی جو رکھو بوسہ مین تم لب کو لب سی دور

بوس و کنار کی نکرو لگا ہوس کبہی / یہہ خواہشین ہین عاشق حسرت طلب سی دور

آغاز عمر سی ہین ہی ہمکو خیال حج / دل ہی جو شیفتہ ہی دیار عرب سی دور

ہم لی نشان اور وفا کا نشان ہنوز / ہی خاک تن ہوا و ہوا خونفشان ہنوز

بیت الحزن مین نغمہ شادی بلند ہی / نکلا ہی باب مصر سی ہی کاروان ہنوز

صبح شب وصال نئی صبح ہی مگر / پروین ہنوز جلوہ گر و کہکشان ہنوز

گو رہی شکایت دشمن بجا سہی / ہم پر ہی یار خوب نہین مہربان ہنوز

کیونکر کہین کہ چھٹ گئی ہم بند جسم سی / اُس زلف پیچ پیچ مین اولجہی ہی جان ہنوز

جو بات میکدہ مین ہی ایک ایک زبان پر / افسوس مدرسہ مین ہی بالکل نہان ہنوز

ضبط و شکیب یہان ہی لقاب جمال شوق / ہو جسہ وہان نہین ہی سر امتحان ہنوز

مدت ہوئی بہار جہان دیکہتی ہوئی / دیکہا نہین کسینی گل بیخزان ہنوز

اکثر ہوا ہی مجکو سفر در وطن مگر / لایا نہ دوستو نکی لئی ارمغان ہنوز

ایک شب ہوا تہا جلوہ نما چرخ پر وہ ماہ / مدہوش ہین ملایکہ آسمان ہنوز

نا آشنا رقیب سی ہی آشنا ابہی / نا آشنا ہی لب سی ہماری فغان ہنوز

آشفتہ زلف چاک قبا نیم باز چشم / ہین صحبت شبانہ کی ظاہر نشان ہنوز

ای موجہ نسیم ذرا اور ٹہیر جا / ہی خاک پر ہماری وہ دامن فشان ہنوز

میخانہ مین تمام جوانی بسر ہوئے / لیکن ملا نہ منصب پیر مغان ہنوز

ای تاب برق تہوڑی سی تکلیف اور بہی / کچہ رہ گئی ہین خار و خس آشیان ہنوز

آتا ہو نہیں زمین سی ذرا صبر شیفتہ
سونیکی قصد میں بھی نہیں ساماں ہنوز

ہند کی وہ زمین ہی عشرت خیز / گر نہ زاہد جہاں کریں پرہیز
وجد کرتی ہیں یکی صوفی / مست سوتی ہیں صبح تک شب خیز
رند کیا یہاں تو شاہد و می سے / پارسا کو نہیں گزیر و گریز
سخت مشکل ہی ایسی عشرت میں / خطر حشر و بیم رستا خیز
ہی غریبوں کو جرات فرہاد / ہی فقیروں کو عشرت پرویز
عیش نی یہاں بہادیا تا قہ / غم نی کی یہاں سی رخش کو مہمیز
کوئی یہاں غم کو جانتا ہی نہیں / خبر غم عشق سو ہی عیش آمیز
باد صر یہاں نسیم چمن / نار عنصر سی آتش گل تیز
بوستاں کی طرح یہاں صحرا / دل کشا دلپذیر دل آویز
کوئی پامال جور چرخ نہیں / کتنی ہی یہہ زمیں راحت خیز
اثر زہرہ او سمیں یہاں پایا / وہ جو مریخ سی تھا خوں ریز

شیفتہ تھام لو عناں قلم
یہہ زمیں گرچہ ہی ہوس انگیز

دور بیٹھا ہوں میں سی لگ اور لگانیکی پاس / ہیں قریب مرگ کیا اب بھی نہیں آنیکی پاس
جلوہ آرا ایسکہ تھا وہ شمع سیارات کو / ہم بھی مرکر رہ گئی محفل میں پروانیکی پاس
آفریں طفلیاں وحشت مرحبا جوش جنوں / وہ یہہ کہتی ہیں کہ کیونکر جائیں دیوانیکی پاس
غیر سی کہوائیں یاروں سی سمجھوائنگی ہم / دیکھیہ لینگی پھر کہ تم کیونکر نہیں آنیکی پاس

شیفتہ کی قصۂ مجنوں سنا یارات کو
آگیا میرا او نہیں سنتی ہی افسانیکی پاس

اوٹھی نہ چھوڑ کے ہم آستان بادہ فروش
طلسم ہوش ربا ہے دکان بادہ فروش

کھلا جو پردہ روے حقایق اشیا
کھلی حقیقت راز نہان بادہ فروش

فسردہ طبعی و کاہلی سے ہمیں کبھی
شتاب بھیجے نہ دیکھی دکان بادہ فروش

یقین ہے کہ مے ناب مفت ہاتھ آئی
یہ جی میں ہے کہ بنوں میہمان بادہ فروش

قدح سے دل ہے مرا اور مے سے عشق غرض
میں وہ نہیں کہ سمجھوں زبان بادہ فروش

عجب نہیں کہ کسی روز وہ بھی آ نکلیں
کہ ہے گذرگہ خلق آستان بادہ فروش

مے و سرود کے اسرار آپ اگر دیکھیں
نہ پوچھیے مجھسے کہ ہوں راز دانِ بادہ فروش

شراب دیکھیے کہ کس رنگ کی پلاتا ہے
خبر اسکی اور نہیں امتحان بادہ فروش

تری شمیم نے گلزار کو کیا برباد
تری نگاہ نے کھولی دکان بادہ فروش

عبث ہے شیفتہ ہر ایک سے پوچھتے پھرنا
ملیگا بادہ کشوں سے نشان بادہ فروش

اونکو دشمن سے ہے محبت خاص
یہ ہمارا ہے ثمرہ اخلاص

وجد میں لائے اہل درد ہمیں
یاد کی ساتھ خاک ہے رقاص

دل کی ٹکڑے اوڑا نہیں ہے گناہ
نفس کو قتل کر نہیں ہے قصاص

حسن باطن زبون ظاہر
ہے مے ناب اور جام رصاص

کیا مزا مستی آشنائی کا
ما شربتم مدامة الاخلاص

ہجر زہر اور وصل ہے تریاق
زہر و تریاق کا جدا ہے خواص

قسمت اوسکی خبر نہو جسکو
عام اس دور میں ہے بادہ خاص

دام سے تیری موسم گل میں
بلبلوں کو نہیں ہوا ہے خلاص

شیفتہ نے بہار ہے واد ندی
سچ ہے القاص لا یحب القاص

ہی دلکو یوں تیری دم اعجاز اثر سی فیض
غنچہ کو جیسی ہو جہ باد سحر سی فیض

عشاق سی نگاہ نہ رکھو دریغ تم
پاتی ہیں لوگ خدمت اہل نظر سی فیض

ہی عالم کبیر میں بہی یوں ہی جسطرح
دلسی جگر کو فیض ہی دلکو جگر سی فیض

آزردۂ جفا ہی وہی و تیر کو نہیں
یکدزہ آب و آتش لعل و گہر سی فیض

اپنی نہاد میں نہیں احسان فراموشی
پاتا ہی ہمنی صاعقہ کا ابر تر سی فیض

زر کسب گر کہ عشرت جسنر و نصیب ہو
فرہاد کو نشا ہی ہوا جو ہنر سی فیض

نکلتی ہیں اوسکی سینہ دہر سی مدام ہم
ہوتا ہی ہمکو روز مہ سیم بر سی فیض

ارباب خانقاہ ہیں محتاج اغنیا
کافی ہی ہمکو پیر مغان تیری در سی فیض

بلبل بہاری گہر وہ خود آتی ہیں رحم سی
افزون ہی لی پریں تہان بال و پر سی فیض

خرم نہاد ہمکش و زاہد شگفتہ دل
ہی شیفتہ سرایک کو وقت سحر سی فیض

لازم ہی بیوفا تجہی اہل وفا سی ربط
کیسا ہی دیکھہ عکس کو اوکا ادا سی ربط

بیہودہ ناصحو خراشمیں بگڑی کہ کیا کہوں
اکدم ہوا جو عقدۂ بند قبا سی ربط

ناصح تیری ملامت بیجا سی فائدہ
بی اختیار دلکو ہی اوس دلربا سی ربط

اوس سیر و مہر کو ہوا اثر جو ہو سکی
کام و دہان کو میری ہی دم شعلہ زا سی ربط

کیسی گراو سنی شکوۂ انجام کار عشق
کہتی ہیں مجکو تمنی یہ تہا ابتدا سی ربط

دردا دہان تنگ ہو گئی جور سپہر سی
اس حوصلہ پہ کر لی تہی اوسکی جفا سی ربط

کیا کیجیی بد گمانی ابرو کا دہیان ہی
کرلی وگرنہ سحر میں تیغ قضا سی ربط

تیر ہی ستم سی ہی یہہ عالب یہ دمبدم
یا رب نہو کسیکو کسی بیوفا سی ربط

صبح شب فراق کیا لطف مرگ نی
کیا دیر میں ہوا ہمیں زود آشنا سی ربط

فریاد نزع کان تلک اوسکی نجا سکی

تہا شگفتہ ہمیں نفس نارسا سے ربط

تیری فسونگی نہیں میری دلمیں جا واعظ
صنم پرست نہو بندہ ریا واعظ

کسی صنم نے مگر آپکو جلایا ہے
نہیں تو حور کی کیوں اسقدر ثنا واعظ

تمہاری حسن جہانسوز سے میں جلتا ہوں
کہ ہیں رقیب میرے شیخ و پارسا واعظ

ملاکے دیکھیں کہ ہے خوب کون دونوں میں
ہم اوسکو لاتے ہیں تو حور کو بلا واعظ

تیری فسون اثر ریز سے رسا تر ہے
فغان بے اثر و آہ نارسا واعظ

کبھی یہی حالت زار ہمیں اوسکو کیا یارو
کوئی یہہ پوچھے کہ کیوں شگفتہ ہنا واعظ

خورشید کو اگرچہ یہ ہے ضیاے شمع
پروانہ کو پسند نہیں پر سواے شمع

اس تیرہ روزگار میں سمجھا جگر گداز
مشعل جلاکے ڈھونڈے اگر تو بجاے شمع

روز فراق میں ہے قیامت جمال گل
شبہاے ہجر میں ہے مصیبت لقاے شمع

پروانے کیا خجل ہوئے دیکھا جو صبح کو
تہا شب کو اوسکے بزم میں خورشید جاے شمع

اوس رشک شمع و گل کی ہے یہہ آب و تاب اور
دیکھیں ہیں جلوہ ہاے گل و شعلہ ہاے شمع

دیتی ہے اور گرمی پروانہ داغ رشک
شبہاے ہجر میں کوئی کیونکر جلاے شمع

کیا حاجت آفتاب کی گہر میں چراغ کی
ہے حکم شب کو بزم میں کوئی نہ لاے شمع

اوس لعل لب بہا سے کہاں تاب ہمسری
روشن ہے سب پہ قیمت گل اور بہاے شمع

خورشید جسکی جلوہ سے ہو شمع صبحدم
کیا پہنچے اوسکی سامنے نور و ضیاے شمع

اس تیرہ شب میں جا بیٹھے کیونکر عدو کے گھر
میرا رقیب وہ ہے جو اوسکو دکہاے شمع

آئے ہیں وہ جو گور پہ میری تو بہر زیب
کوئی بلا سے پہول نہ کوئی منگاے شمع

گل پہ لگاکے آلسے پہنچیں کی لے طلب
آنکہیں اپنی پاؤں سے یہاں ہیں بلاے شمع

ڈرتے ہیں اوٹہاندے نہیں وہ بزم عیش سے
کیا تاب ہے کہ شگفتہ اوسکو بجہاے شمع

کیا غیر تھا کہ شب کو تھا جلوہ گر چراغ
رہتا ہی ورنہ گھر میں تیری تا سحر چراغ

کیا لطف آہ صبح شب ہجر مہروش
کیا فائدہ جو کیجی روشن سحر چراغ

پروانہ گر نہ جاوی تو بیجا ہی لاف عشق
روشن ہی میری نالونسی افلاک پر چراغ

حیرا کری طریقۂ پروانہ اختیار
اوس تاب رخ سی کیجی روشن اگر چراغ

پروانہ ہوگیا ہی رقیب کتان کہ ہی
اوس مہروش کی جلوی کی آگی قمر چراغ

گستاخیونکی تاب کسی اوسکی بزم میں
بیباکی نسیم سی ہرگز نہ ڈر چراغ

ہی شمع انجمن وہ بہ آتشین عذار
کیونکی جلینگی آج تو دشمن کی گھر چراغ

گرتا ہوں فکر شعر جو میں شب کو شیفتہ
رہتا ہی خوابگہ میں میری رات بھر چراغ

وہاں ہوا پردہ اوٹھانا موقوف
یہاں ہوا راز چھپانا موقوف

غیر کو رشک سی کیا آگ لگے
کہ ہوا میرا جلانا موقوف

ذکر شیرین کی اگر بندی ہی
کوہکن کا بھی فسانا موقوف

اب کس امید پہ وہاں جاوی کوئی
کہ ہوا غیر کا آنا موقوف

رم آہو سی وہ رم یاد آیا
دشت و صحرا میں بھی جانا موقوف

بد دماغ آج ہوا وہ گل رو
شیفتہ عطر لگانا موقوف

پابندی وحشت میں ہیں زنجیر کی مشتاق
دیوانی ہیں اوس زلف گرہگیر کی مشتاق

بیرحم نہیں جرم وفا قابل بخشش
محروم ہیں کس واسطی تعذیر کی مشتاق

رہتی تھی بہم جنبش تمثال ورق و حرف
اب اونکی رہا کرتی ہیں تحریر کی مشتاق

لکھتا ہوں جو میں آرزوی قتل میں نامی
ہیں میری کبوتر بھی تیری تیر کی مشتاق

کیوں قتل میں عشاق کی اتنا ہی تغافل
مرجائینگی ظالم دم شمشیر کی مشتاق

ای آہ ذرا شرم کہ وہ کہتی ہین اگر
مدت سی ہین ہم آہ کی تاثیر کی مشتاق

سیماب تہا دل جلکی سوا خاک ہوا ہی
لیجا ہین مری خاک کو اکسیر کی مشتاق

کیا ہجر کی دن آنہین سی عذر سنین تو
ہم ہین ملک الموت کی تقریر کی مشتاق

دل سرد ہوا سنکی تری نالہ موزون
تہی شیفتہ ہم محسن تاثیر کی مشتاق

رہ جای کیون نہ ہجر مین جان آکی لب تلک
ہم آرزوی بوسہ بہ پیغام اب تلک

کہتی ہین بیوفا مجہی بیشی جو یہہ کہا
مر کی رہین گی آپ یہ جیتی ہین جب تلک

تمکین حسن سی کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بہی کوئی قلق لی ادب تلک

آجای کاش موت ہی لیکن نہو نہو
ہر وقت بیقرار سی کوئی کب تلک

وہ چشم التفات کہان اب جو اسطرف
دیکہین کبہی دریغ نگاہ غضب تلک

ایسی کریم ہین کہ دیتی ہین بی طلب
پہنچا تو یہہ پیام اجل جان طلب تلک

مایوس لطف سی نگرای دشمنی شعار
امید سی اوٹہاتی ہین ہم جور اب تلک

یہان مجہ لی رہا سے و وہان ناز و لعب
شکر بجا رہا گلہ لی شب تلک

ایسی ہی بیقراری ہی متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہین بچتی شب تلک

طالع خفتہ دشمن نجگانا شب وصل
دیکہنا ہی مرغ سحر غل نہ مچانا شب وصل

اونکو منظور نہین نیند کا آنا شب وصل
اسلئی کہتی ہین غیر ولکا فسانا شب وصل

صبر پروانکا مجہی نہ پڑی ڈرتا ہون
تا پرد شمع کو ہرگز نہ جلانا شب وصل

خواہش کام دل اتنی نکر ای شوق کہ وہ
ڈہونڈلی ہین چلی جانیکو بہانا شب وصل

آپ منت سی بلالی تجہی کیونکر آدن
عمر کی گہر مین سی تیرا تو ٹہکانا شب وصل

شامین صحبت ناکس سی خلل آتا ہی
صبح ہجر انکو بس اب مونہہ نہ لگانا شب وصل

تیرگی بخت سیہ سی میری لیجا کہ ضرور | جلوہ اوس مہر لقا کا ہی چہپاتا شب وصل
روز ہجر ایمین اوٹہی جا لی ہو کیون دنیا سی
شیفتہ اور بہی ہم لطف اوٹہاتا شب وصل

اصحاب درد کو ہی عجب تیری خیال | شل زبان نطق قلم کی زبان حال
عہد وفا کیا ہی نباہنگی تنگ بخت | وعدہ کیا ہی آئینگی بیجا ہی احتمال
کیا کچہہ وہانسی منزل مقصود پانین ہی | یا ایہا الذین سکنتم علی الجبال
ناز و غرور سہک ہی جور و جفا درست | کسکی ہوا نصیب یہہ حسن اور یہہ جمال
ساقی پلا وہ بادہ کہ غفلت ہو آگہی | مطرب سنا وہ نغمہ کہ ہو جسمی قال حال
ہم اگلی عشق والون کی تقلید کیون کرین | ای خردہ گیر نحن رجال وہم رجال
اہل طریق کی ہی روش سب سی الگ | جتنا زیادہ شغل زیادہ فراغبال
ہنگام عہد کام مین لائی وہ ایسی لفظ | جنکو معانی متعدد پر اشتمال
ما و التنہعین وانتن فی البیوت | ما و التقتلین وانتن فی الحجال
یہہ بات تو غلط ہی کہ دیوان شیفتہ | ہی نسخہ معارف و مجموعہ کمال
لیکن مبالغہ تو ہی البتہ اسمین کم | تا ان ذکر خد و خال اگر ہی تو خال خال

یہا کسی انہین نہین اونکو جو تمکین کا خیال | غالبا کچہہ تو ہوا ہی میری تسکین کا خیال
کف افسوس ملی سی ہی پڑی ہاتہہ مین نقش | بسکہ ہی دلمین میری دست نگارین کا خیال
گو مجہی عاشق مفلس وہ کہین طعنہ سی | تو ہی کیونکر نہ کرون ساعد سیمین کا خیال
تعزیت کو میری وہ آئی تو کیا ذلت ہی | اہل ماتم کو نہین بزم کی تزئین کا خیال
کیون نہو دست فزہ ما تمیو لگا رنگین | مرتی دم تہا مجہی اوس پنجہ رنگین کا خیال
سخن عشق ہی پتہر کی لکیر اے پرویز | دل فرہاد سی کیونکر مٹی شیرین کا خیال

کیا مسلمان ہیں ہم شیفتہ سبحان اللہ
ویسی جاتا نہیں دم بھر بت بیدین کا خیال

بلبل کو بھی نہیں ہی دماغ صدای گل
بگڑی ہی تیری دور میں ایسی ہوای گل

ہنگام عشق جو غیر کو اوسنی سنگھائی گل
جنت میں لیچلی میری جانکو ہوای گل

ایسا ہی بعد مرگ بھی ہم سی وفا رہی
اسواسطی مزار پہ میری چڑہائی گل

مرتی ہیں گل کی نام ہی پر بلبلیں کہ اب
پھرتی ہیں ساتہہ ساتہہ میری جب سی کھائی گل

کھٹکوں عدو کی آنکھہ میں تا بعد مرگ بھی
کانٹی میری مزار پہ رکھنا بجای گل

کس کسطرح سی کھوئی گئی غیر کیا کہوں
روز جزا بھی سینہ پہ میری جو پائی گل

جلتی ہی تیری حسن جہانسوز سی بہار
نکلینگی شعلی خاک چمن سی بجای گل

آخر وہ رنگ اوس گل رعنا پہ کھل گئی
لوگونکو دیکھکر جو عدو نی چھپائی گل

عاشق سی پہلی راہ محبت میں جان دی
کیونکر نہ عندلیب کری جان فدای گل

خاموش عندلیب کہ طاقت نہیں رہی
ہیں چاک پیرہن کی کلی مثل قبای گل

شاید دکھلانی لائیگا اوسکو کہ غیر نی
بستر پہ میری کانٹونکی بدلی بچھائی گل

جس گلچیں سی ادا وہ چمن میں بھلا کہاں
ای بلبلو تمہیں کو مبارک ادای گل

پیرا ہن کو غم ہی کہ بلبل کی آہ پر
کرتا ہی کون چاک گریبان سوای گل

جنت میں تھیں بلبلیں پروانی جلگئی
اب کون شمع گور پر اور کون لائی گل

ایک گل کا شوق تھا سبب اپنی وفات کا
پہولونکی دن میری رفقانی منگائی گل

لکھی یہ ہمنی وہ غزل تازہ شیفتہ
ہر شعر جسمیں داغ وہ دستہ ہای گل

کیوں ہمسی خفا وہ ہیں کبھی اونسی خفا ہم
کرتی ہیں غلط یار سی اظہار وفا ہم

مدت سی کسیطرح نہیں جاتی ہی یا ہم
ثابت جو ہوا عشق گئی یار کہاں ہم

کچھہ نشہ مے ہی نہیں کم نشہ نخوت
موجود ہی جو لاؤ جو مطلوب ہئی لو
نی طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کیا کرم الٰہی میں کیا سنتی ہیں کیا دیکھتی ہیں ہمی

تقوی میں بھی صہبا کا اوشغالی میں فراہم
مشتاق وفا تم ہو طلبگار جفا ہم
وہ دن بھی عجب تھی کہ ہم اور آپ تھی باہم
او شمع جلی جب کھولتی ہیں بند قبا ہم

یہہ طرز ترنم کہیں زنہار نہ دہونڈہو
اے شیفتہ یا مرغ چمن رکہتی ہیں یا ہم

مرگئی ہیں جو ہجر یار ہیں ہم
تا دل کینہ ور ہیں پائیں جگہہ
آمد آمد ہیں اسقدر شورش
وہ تو سو بار اختیار ہیں آسی
کب ہوئی خار راہ غیر بہلا
گو ہی دشمن ہیں ہوگئی پامال
نعش پر تو خدا کی واسطی آ

سخت بیتاب ہیں قرار ہیں ہم
خاک ہو کر بھی غبار ہیں ہم
دیکھئی کیا کریں بہار ہیں ہم
پر نہیں اپنی اختیار ہیں ہم
کیوں کھٹکتی ہیں چشم یار ہیں ہم
آمد و رفت بار بار ہیں ہم
مرگئی تیری انتظار ہیں ہم

گر نہیں شیفتہ خیال فراق
کیوں تڑپتی ہیں وصل یار ہیں ہم

مطلوع یار کو ہی جفا اور جفا کو ہم
دشنام ہی سننی نہ تمہاری زبان سی
افغان چرخ رس کی لیٹ لی جلاد یا
لاتا ہی طعن نیم تبسم سی جوش ہیں
دربان مریض غم کا تیری کچھہ ہو سکا
پھر کیوں نہ دیکھنی سی عدو کی ہو مشتغل

کہتی ہی بد عدو کو وفا اور وفا کو ہم
ہی گو ستی اثر کو دعا اور دعا کو ہم
نامہ کو ڈہونڈ لی ہی صبا اور صبا کو ہم
دلکو قلق قلق کو لگا اور لگا کو ہم
چہیڑی ہی چارہ گر کو دوا اور دوا کو ہم
پہر اوسکو دو کہتی ہی حیا اور حیا کو ہم

ہیں جان بلب کسیکی اشارہ کی دیر ہی
دیکھی ہی اُدس نگہہ کو قضا اور قضا کو ہم

ہی آرزو ہی شربت مرگ اتو شیفتہ
لگتی ہی زہر ہمکو شفا اور شفا کو ہم

بچتی ہیں اسقدر جو ادو ہر کی ہوا سی ہم
واقف ہیں شیوہ دل شورش ادا سی ہم

افشا ہی راز عشق ہیں ضرب المثل ہی وہ
کیونکر غبار دلیں نہ کہیں صبا سی ہم

جلتی ہیں میکدہ کو کہاں پہہ عزیزو یاں
رخصت تو ہولیں کبر و نفاق و ریا سی ہم

ای جوش رشک قرب عدو اتو مت اٹہا
بیٹھی ہیں دیکھہ بزم ہیں کس التجا سی ہم

رہی جامہ پارہ پارہ دل و سینہ چاک چاک
دیوانہ ہو گئی گل جیب قبا سی ہم

کیا جانتی تہی صبح وہ محشر قد آئیگا
شام شب فراق نہ ڈرتی بلا سی ہم

ہربات پر نگاہ ہماری ہی اصل پر
لیتی ہیں مشک زخم کو زلف دوتا سی ہم

بیگانہ جب سی یار ہوا ہی رقیب سی
اُمید قطع کر چکی ہر آشنا سی ہم

بلبل یہہ کہہ رہی ہی سر شاخسار پر
بدمست ہو رہی ہیں چمن کی ہوا سی ہم

کم التفات ہمنشی سمجہتی ہیں اہل بزم
شرمندہ ہو گئی تیری شرم و حیا سی ہم

ہاں شیفتہ بہار سیں نصیحت ہی کیون نہو
سنتی ہیں حرف تلخ کو سمع رضا سی ہم

کم فہم ہیں تو کم ہیں پریشا نیو نہیں ہم
دانا ہو لئی اچہی ہیں نادا نیو نہیں ہم

شاید رقیب ڈوب مرین بحر شرم میں
ڈوبینگی موج اشک کی طغیا نیو نہیں ہم

محتاج فیض ناسیہ کیون ہوتی اسقدر
کرتی جو سوج گریہ جگر افشا نیو نہیں ہم

سنجا ئی ہمنی مشق یہانتک کہ ہو گئی
اُستاد عندلیب نوا خوا نیو نہیں ہم

غیرونکی ساتہہ آپ بہی اوٹہی ہیں بزم سی
تو میزبان ہنگئی مہما نیو نہیں ہم

جن جن کی تو فراق سی گذرا دہ جی اوٹہی
باقی رہی ہیں ایک تیری فا نیو نہیں ہم

ترستا جیو نسی غیر کی اونکو ملال ہی
مشہور ہوتی کاش از بس ذا نیو نہیں ہم

دیکھا جو زلف یار کو بیکسین ہو گئے
یکچند مضطرب تہی پریشا نیو نہیں ہم

انکھو نسی یون اشارہ دشمن ندیکھتی
ہوتی نہ اسقدر جو گہنہا نیو نہیں ہم

جو جان کہو کی پائین تو فوز عظیم ہی
وہ چیز ڈہونڈتی ہین تن آسا نیو نہیں ہم

پیر مغان کی فیض توجہہ سی شگفتہ
اکثر شراب پیتی ہین روحا نیو نہیں ہم

کیون نہ اوڑجا ی مرا خواب تیری کوچین
فرش ہی مخمل و کمخواب تیری کوچین

دولت حسن بہا ننگ تو لٹاتی ظالم
اشک ہی گوہر نایاب تیری کوچین

چھینٹ گریہ عشاق سی اکدم مین ہوا
شجر سوختہ شاداب تیری کوچین

ہو گئے پانو جو یہان آگی پہسل جاتا ہی
کیا لگنڈ ہاتی ہی ہی ناب تیری کوچین

ہی کف پای عدو پا سی تری رنگین اتر
بسکہ ہم روتی ہین خوناب تیری کوچین

گوشہ گیری سی ہی گردش نگئی طالع کی
پہرتی ہین صورت دولاب تیری کوچین

غیر لی سنگ جو پہنچی وہ ہوئی بالش سر
چین سی کرتی ہین ہم خواب تیری کوچینا

وہ بہی محروم ہہین جنکو نہین بزم مین بار
تیری رخسار کی ہی تاب تیری کوچین

جلد پا شگفتہ سنو ویسن خدا جانی کہان
ڈہونڈتی پہرتی ہین احباب تیری کوچین

کچھہ درد سی مطربونکی لی ہین
کچھہ آگ بہری ہوئی ہی لی ہین

کچھہ زمزمہ اور گل رہی ہی بلبل
کچھہ زہر ملا ہوا ہی می ہین

بہشت جہان ہو رہا ہے
ہی یار کی بو ہر ایک شی ہین

ہی ایک ہی گل کی سب بہارین
فروردین مین اور فصل دی مین

ہی مستی نیم خام کا ڈر
اصرار ہی جام لی پی مین

بتخانہ نشین قدم نہ رکھیں
بزم جم و بارگاہ کی ہیں

اتنک زندہ ہی نام وہاں کا
گذرا ہی حسین اک جی ہیں

ہوتی نہیں ملی حکایت طی
گذرا ہی کریم اک طی ہیں

کچھ شیفتہ یہہ غزل ہی آفت
کچھ درد سی سطر بولتی ہیں

روز خون ہوتی ہیں دو چار تیری کوچہ میں
ایک ہنگامہ ہی ای یار تیری کوچہ میں

فرش رہ ہیں دل افگار تیری کوچہ میں
خاک ہو رونق گلزار تیری کوچہ میں

سرفروش آتی ہیں ای یار تیری کوچہ میں
گرم ہی موت کا بازار تیری کوچہ میں

شعر بس اب کبھو لگا کہ کوئی پرتیا تہا
اپنی خالی ہیں اشعار تیری کوچہ میں

ہملا ہمکو کبھی تیری گلی میں آرام
نظر آیا ہم ہی جز آزار تیری کوچہ میں

ملک الموت کی گہر کا تہا ارادہ اپنا
لگیا شوق غلط کار تیری کوچہ میں

تو ہی اور غیر کی گہر جلوہ طرازی بیہوش
ہم ہیں اور حسرت دیدار تیری کوچہ میں

ہم ہی وارستہ مزاجی کی ہیں اپنی قائل
خلد ہیں روح تن آزار تیری کوچہ میں

کیا تجاہل سی یہہ کہتا ہی کہاں رہتی ہو
تیری کوچہ میں ستمگار تیری کوچہ میں

شیفتہ ایک نہ آیا تو نہ آیا کیا ہے
روز آ رہتی ہیں دو چار تیری کوچہ میں

شکوہ جفا کا بیجا لوگتی ہیں کیا کرون
تمسی وفا کرون کہ عدو سی وفا کرون

گلشن ہیں چلکی بند قبا تیری وا کرون
جی چاہتا ہی جامہ گل کو قبا کرون

آیا ہوں پیر پیر کی خدمت سی ہیں ابہی
ہان زاہدو تمہاری لئی کیا دعا کرون

جوش فغان و داغ کہ منظور ہی نہیں
دل بند درد کاوش گہہ سرمہ سا کرون

نفرین ہشیار ہی اس عہد و سہو پر
گر ایک ہیں صواب کرون سو خطا کرون

مطرب مرصع نغمہ وساقی پری جمال
کیا شرح حالت دل درد آشنا کرون

تم دلربا ہو دلکو اگر لگگئی تو کیا
جب کاہ ہوگی مین اثر کہربا کرون

ای چارہ ساز لطف کہ تو چارہ گر نہین
بس ای طبیب رحم کرو لگی دوا کرون

پیتا ہون مین مدام مئی ناب معرفت
اصل شرور دوام جنایت کو کیا کرون

یا اپنی جوش غشوہ سیہم کو تہا سیئے
یا کبہی مین بہی نالہ شورش فزا کرون

مین چلگیا وہ غیر کی گہر جو چلی گئی
شعلہ سی استعارہ آواز پا کرون

ذرہ ہی کہ ہو نہ شوق فرا میر شیفتہ
ورنہ کبہی سماع مجرد سنا کرون

مانا سحر کو یار ادہر سی یہان جلوہ گر کرین
تزئین میری گور کی لازم ہی خوب تر

اب ایک اشک سی وہ نایاب وہ کہان
طاقت ہمین کہان کہ شب غم سحر کرین

وہ دوست ہین اگر نہین ہوا شہر ہوگیا تو کیا
تقریب سیر ہی سی وہ شاید گذر کرین

آئی تو اونکو رنج نہ آئی تو مجکو رنج
تار نظر جو گریہ سی سلک گہر کرین

ہی چین سو گہین نکہت گل جا کی باغ مین
نالی ہین وہ جو غیر کی دل مین اثر کرین

مرتی کی میری کاش نہ اونکو خبر کرین
بس کب تک التجای نسیم سحر کرین

اپنی ارادہ ملک عدم کا ہی شیفتہ
گہبرا گئی کہ ایک جگہہ کیا بسر کرین

شب وصل کی ہی چین سی کیونکر بسر کرین
جب یون لگا ہبا نی مرغ سحر کرین

محفل مین ایک نگاہ اگر وہ ادہر کرین
سو سو اشارہ غیر سی پہر رات بہر کرین

طوفان نوح لانی سی ای چشم فائدہ
دو اشک بہی بہت ہین اگر کچہہ اثر کرین

آز و ہوس سی خلق ہوا ہی یہہ نامراد
دل پر نگاہ کیا ہی وہ مجہپر نظر کرین

کچہہ اپکی ہمسی لبی تو یہہ چین ہی کہ پہر
ناصح کو بہی رقیب سی آزردہ تر کرین

وہاں ہے وہ نغمہ جس سے کہ حوروں کی ہوش جائیں
یہاں ہے وہ نالہ جس سے فرشتے حذر کریں

اہل زمانہ دیکھتے ہیں عیب ہی کو بس
کیا فائدہ جو شیفتہ عرض ہنر کریں

کب ہاتھ کو خیال جزائی رفو نہیں
کب پارہ پارہ پیرہن جادہ جو نہیں

گلگشت باغ کس چمن آرائی کی کہ آج
موج بہار مدعی رنگ و بو نہیں

وہاں بار ہو گیا ہے نزاکت سے بار بھی
یہاں ضعف سے دماغ و دل آرزو نہیں

کس نے سنا دیا دل حیرت زدہ کا حال
یہ کیا ہوا کہ آئینہ اب روبرو نہیں

تغیر رنگ کہتے ہیں وصل عدو کا حال
یعنی نقاب رخ پہ کبھو ہے کبھو نہیں

گستاخ شکوہ کیا ہوں کہ انداز عرض پر
کہتے ہیں اختلاط کی بندگی خو نہیں

کیا جانے درد زخم کو گر ہو شہید ناز
جز نیم کشتہ خنجر رشک عدو نہیں

ہر برگ گلشن داغ و نسیم آہ
سامان عیش شب ہے پر افسوس تو نہیں

یہ خو ہو لیسی یار کی کیا خوش ہوں شیفتہ
ہر ایک کو جو حوصلہ آرزو نہیں

کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہیں
اے دل یقین جان کہ ہم میں لہو نہیں

بے اشک لالہ گوں ہے ہیں بے آبرو نہیں
آنسو میں رنگ کیا ہو کہ دل میں لہو نہیں

پھر بھی کبھو گی چھیڑنے کی اپنی خو نہیں
عطر سہاگ ملتی ہو وہ جسمیں بو نہیں

یہ کیا کہا کہ نکلتی ہو کیوں آپ ہی آپ تم
اے ہمنشیں مگر وہ میرے روبرو نہیں

بیطاقتی نے کام سے یہ کھو دیا کہ بس
دل گم ہوا ہے اور سر جستجو نہیں

محفل میں لحظہ لحظہ وہ چشم ستیزہ خو
لڑتی ہیں کیوں اگر سر صلح عدو نہیں

کیا جوش انتظار میں ہر سمت دوڑتی
بدنامیوں سے ہی گذر انکسیو نہیں

دی کس نے اشک سرمہ سے تیغ فرہ کو آب
شور فغاں کو فکر خراش گلو نہیں

یہ پیچ و تاب مین شب غم بحواسیان
ای دل خیال طرۂ تابیدہ مو نہین

دست جنون نی جامۂ ہستی قبا کیا
اب ہای چارہ گر کو خیال رفو نہین

سکر ستم سی راس آیا ہمین کہ اب
کہتی ہین وہ کہ لایق الطاف تو نہین

ہرجائی اپنی وحشی کو منہ سی کہتی ہو
کیا آپ کا نشان قدم کو بکو نہین

نیرنگیون نی تیری یہہ حالت تغیر کی
امید زندگی کی کبھو ہی کبھو نہین

کیا ہو سکی کسی سی علاج اپنا شیفتہ
اُوس گل پہ غش ہین جسمین محبت کی بو نہین

ہمسی آزاد روش ہاتھ مین زر رکھتی ہین
کیا قیامت ہی کہ اب سرو ثمر رکھتی ہین

شکر ہین وصل کی شب کی قفس حر جسی ہم
فکر آزادی مرغان سحر رکھتی ہین

نہ مذمت کا تحمل نہ تمنا کی خواہش
عیب رکھتی ہین نہ ہم کچھ نہ ہنر رکھتی ہین

دل ترا سنگ ہی پر آگ کہان ہی ہمسین
دل ہمارا ہی کہ شیشہ مین شرر رکھتی ہین

آہ و فریاد کی نسبت سی بہت سہل تھی
نالہ و بزل تیری دل مین اثر رکھتی ہین

نہ ہمارا کوئی دشمن نہ ہمارا کوئی دوست
وہ نظر اور ہی جو اہل نظر رکھتی ہین

بیخودی ہمکو ہی اور اونکو خود آرائی ہی
نہ ہماری وہ نہ ہم اونکی خبر رکھتی ہین

شیفتہ ہمسی ہو جس شخص کو ملنا مل لی
صبح اس شہر سی ہم عزم سفر رکھتی ہین

گر مجوشی ہی مگر فرق شرارت مین نہین
جہگڑا کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین

رات ساقی نی کہا جسکی یہہ سب جلوی ہین
وہ عبارت مین نہین اور اشارت مین نہین

ہمکو مقصد سی زیادہ ہی ادب مین کوشش
ورنہ کچھ غیر سوا ہمسی جسارت مین نہین

رند فارغ ہی ہوئی جام سحرگاہی سی
اور زاہد ابھی آہنگ طہارت مین نہین

وحشت نفس جو وہ ہی تو یہہ ہی اجر صلح
کیا بزرگی مین فزا ہی جو حقارت مین نہین

اہل دانش کی فوائد کی تو کیا بات مگر
غور سی دیکھو تو عاشق بھی خسارت میں نہیں

جام مے دی کہ وہاں کام پڑا ہی مجکو
کہ صبا کو بھی جہاں دخل سفارت میں نہیں

قتل ہو غارت کہ سمجھتی ہو جسی امر عظیم
یہہ تو داخل بھی وہاں ناز و شرارت میں نہیں

دل کی بدلی میں طلبگار ہیں کچھ کم سی
شیفتہ زمرۂ اصحاب تجارت میں نہیں

نہ سجدہ ریز ہیں اعدا جو سر جھکاتی ہیں
ترا فریب سی نقش قدم مٹاتی ہیں

چراغ وقف محبت نی کر دیا افسوس
کہ مجکو اپنی پرائی سبھی جلاتی ہیں

جو اوسنی نقشۂ صحبت بھی رہا چندی
تو دیکھہ لوگی کہ ہم نقش کیا بٹھاتی ہیں

ہیں اوسکی لطف کی باتونکی دسیا یہیں خستہ ہوں
کہاں ہی عیش رفقا عطر کیوں سنگھاتی ہیں

شب وصال میں تا کیفیت اوٹھا سکون
وہ مجکو ساغر مے متصل پلاتی ہیں

تمہاری بات میں کیا آگیا ہی شیفتہ فرق
کہ مدعی بھی کچھ اب مدعا بتاتی ہیں

عدد ایک ہاتھ لگاتی ہیں یہاں آئینین
کیون کہا مینی کہ جلتی میری عمخانی مین

سیر وحشت کو جو ایک خلق چلی آتی ہی
شہر آباد ہوا ہی میری ویرانی مین

ہم بھی محروم سبھی غیر تو ہونگی محروم
لطف آجاتی ہیں کہیں یار کو شرمانی مین

یہہ تو سچ ہی کہ کجا محتسب و بادہ کشی
پھر یہ میں جوش یہہ کیون آتی ہین میخانی مین

لی لیا بخیہ گلگونین جو اپنی تو نی
ہمنی جانا مین جڑی لعل تری شانی مین

سچ کہا غیر کو گھر نیند نہ آتی ہوگی
فرش ہی مخمل کاشان تیری کاشانی مین

شیفتہ سنکی وہ دیتی ہین جو لاکھون دشنام
اثر بادہ ہی گویا میری افسانی مین

ہی ستم کی رشک کا اونکی گمانمین امتحان
غیر کا کرتی ہین میری امتحانمین امتحان

آرزوئی مرگ تھی روزِ جدائی مرگئی
چھیڑ تو دیکھو کہ بعد از قتل مجھسی یہہ کہا
دیکھکر آئینہ دیکھیں ہم ستمگر یا نہیں

کرلیا تاب و اثر کا ایک فغاں میں امتحاں
آپ کا ہرگز نہ تھا اپنی گماں میں امتحاں
اپنی غم کا لیگئی سیر زعفراں میں امتحاں

اوڑتی بو جی میں بہتیں لیجاوں کیونکر شگفتہ
کرچکا ہوں ہمکو سیر گلستاں میں امتحاں

تنگ تھی جا خاطر ناشاد میں
کیونکر او تہا ہی خدا رنج قفس
وہ جو ہیں تاریخ سی واقف بتائیں
یہاں امید قتل سی لی خون کیا
بی تعلق ہیں بہی آخر قید سے
غمزۂ شیریں ہی کی دولت سی تہا
کیوں خبر پوچھی تیرا بیمار ہا سے
بی تکلف جی میں جو آئی کرو

آپ کو بہولی ہم آپکی یاد میں
مرگئی ہم تو کف صیاد میں
فرق باد و آہ و باد عاد میں
رہگئی حسرت دل جلاد میں
قید پائی خاطر آزاد میں
جو اثر تہا تیشۂ فرہاد میں
مرگیا شور مبارکباد میں
کیا دہرا ہی نالہ و فریاد میں

دہیان تجکو ہو نہو پر شگفتہ
رات دن رہتا ہی تیری یاد میں

ہی امتزاج مشک می لعل فام میں
پہنچی کہاں تصرف ساقی سی اہل بزم
تا فرق آئی بات ہیں فرقتیں وہ کہیں
اب کچھہ ہمیں غنا سی تعلق نہیں رہا
اس لطف سی کہاں ہی نسیم چمن میں لو
ہی شرط عشق یہہ کہ نہ غفلت ہو ایکدم

آتی ہی بو جی عبیر بہاری مشام میں
پہنچی نہیں شراب صراحی سی جام میں
تعجیل جتنی ہو سکی انصرام میں
جوش و تپش کو بار نہیں استقام میں
جو لطف بہر رہا ہی تمہاری پیام میں
کیا ہی دل لبھا ہوا ہو عظام میں

آئی جو آج کام میں صہبای تند و تلخ
سا قی نی خوب راز کہی بار عام میں
آہو کی بخت آئی جو تیری کمند میں
بلبل کی قسمت آئی اگر تیری دام میں

کچھ نہیں جو عجب تعجب ہی شیفتہ
ہی فی زمانا یہہ سرشت کرام میں

اثر آہ دل زار کی افواہیں ہیں
یعنی مجہہ پر کرم یار کی افواہیں ہیں
شرم ای نالۂ دل خانۂ اغیار میں بہی
جوش افغان غرابار کی افواہیں ہیں
کب کیا دل میں مری پند و نصیحت نی اثر
ناصح بیہدہ گفتار کی افواہیں ہیں
جنس دل کی وہ خریدار ہوئی تہی کس دن
یہہ تو نہیں کوچہ و بازار کی افواہیں ہیں
قیس و فرہاد کا منہ ہہ جو مجہسی مقابل ہونگی
گرد م وادی و کہسار کی افواہیں ہیں
یہہ بہی کچہہ بات ہی میں اور کرون عرض کی بات
تم نکالو کہ یہہ اغیار کی افواہیں ہیں

کس توقع پہ جئیں شیفتہ مایوس کرم
غیر پر بہی ستم یار کی افواہیں ہیں

خوش شرو و بد خو میں کیا میں یہ ہون
بیگانہ نہیں کیونکر آشنا ہون
ست جیہہ کہ یار سی جدا ہون
ہی مرگ میں آب مر رہا ہون
ممکن نہیں میں ملی نہ بیا ہون
بیگانہ آشنا نما ہون
لیلی کہی سی بگڑ گئی تہی
دیوانہ میں جا بکر نیا ہون
کہتا ہون جو غیر سی نہ ملتی
کہتا ہی کہ کیا میں بیوفا ہون
روشن ہی میری سیاہ بختی
منت کش سایۂ ہما ہون
بیگانہ وشی ستم ہی اوسکی
غیرو نہ بہی یار جانتا ہون
اوس غیرت گل سی ربط معلوم
ہر چند میں بہہ صبا ہون
ہمدم نہیں محبت اوسکو
آشنا تب یہ کیا اوسی بچا ہون

دی ہے جو اوس نے لب عرق جبین — مین تشنہ رہی اب کیون ہوا ہون
دیکھا نہین مجکو سنتی ہین وہ — کیا ہی رقیب کی صدا ہون
گستوت ہوا فروغ می سے — ذرہ ہین کس آفتاب کا ہون

مین شیفتہ ہون عزیز دلہا
شیرین گفتار و خوش نوا ہون

عہد ثبات عہد ہے یہ بی متصل نہین — ای شیفتہ تو یہ وہ پیمان گسل نہین
الفت چھپا کی اور بہی شہرہ ہوا — اظہار عشق غیر سی وہ منفعل نہین
مست بھرا ہی رقیب کہ مانند زلف یار — بستر پا شکستہ ہون پہ مضمحل نہین
دل سنگدلان سی یہ گمان نازکی تن — دلی کی سنگدل تو بتان چگل نہین
کیا رو ہی کہ تذکرہ سوز رشک سی — وہ گل عرق عرق تو ہی لیکن خجل نہین
تیہر وہ اور ہی جسی مشکل ہی اٹھانا — فرہاد بیستون تو سینہ کی سل نہین
جو حال پوچہنا ہو تو کم اوس سی ہی پوچہہ لو — مجکو دماغ قصہ غمہای دل نہین
بہلا ہی کوئی جا کی کہان جسکو نباہی — صحرا ہی قیس گہر کی میری متصل نہین

لگجا دا ہمتوا دو گلی سب چلی گئی
اک شیفتہ رہا ہی سو وہ کچہہ مخل نہین

کن حسرتون سی دل مین ہم تکلم نہین — اپنی بہی مرگ مرگ تمنا سی کم نہین
قاصد کی ساتھہ لی اوڑی ہوگی لا کلام — جز شکوہ اور کچہہ میری خط مین رقم نہین
ہر شغل مین اہم ہی نگہبانی نفس — اس سی سوا جہان مین شغل اہم نہین
ہرگز نہ چھپا ہی جمن زار عشق مین — جو صرح آتشین نفس و شعلہ دم نہین
سو بار امتحان وفا کر چکی ہیں آہ — ابتک بہی دوستی تمہین دشمن سی کم
حیرت فروغ آئینہ دل ہی وصل مین — بیجہ جہہ سی عتاب کہ آنکہو مین نم نہین

افسون پری دبر کی تاثیر نہ پائی
انکھونکو لی ہوس کہ رخ سادہ دیکھیی

وہم و خیال مین بھی شراب ستم نہین
سر مین ہوای طرہ پر پیچ و خم نہین

دشمن کہین لیا ہو انکھون سی شگفتہ
اوسکی گلی مین آج نشان قدم نہین

مجھی عاشق جو دیکھا پیر کنعان نی جوانی مین
جلن کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی مین
عدو سی بات کی جب حرف آیا بدگمانی مین
یہہ احسان اجل ہی شمع گل جو گور پر لائی
کرم سی مصلحت ظالم کہ شادی مرگ ہو جان
قلق سی نالہ موزون نکل آئی تو کہتی مین
عدو سی شامل لذت ہین ہم سی کاٹن سم تو ملی
عدو سی کیون اشاری اور ہمسی تغافل ہی

کہا کچھ تو لب بر کی ہوتی تمنی شادمانی مین
عجب آرام تھا ای شمع ہمکو بیزبانی مین
غرور حسن کم ہوتا ہی الطاف زبانی مین
یہہ اوسکا کام ہی جو داغ رکھی زندگانی مین
ستم سی فایدہ جب کام نکلی مہربانی مین
تمہین کیا غم گذرتی ہی ہماری شعر خوانی مین
مزا آتا ہی ہمین مجکو تیری شیرین زبانی مین
سزا ہی یہہ ہمین دعوی بہت تہا راز دانی مین

سبک ہوتی ہو لیلا ای شگفتہ ایسی ہی باتون سی
کہ تم سر پانو پر رکھتی ہو وہ ہی سرگرانی مین

کب نگاہ اوسکی عشوہ بار نہین
غیر پر رحم یہہ کیسی آیا
یہان فغان سننی لگو بیکتا سے
کلفت دلسی ہی جو الودہ
ہم مین ایسی فراخ رو درویش
نہ جلا خانہ عدو تو نہ ہنس
باغ بیصرفہ جلکی کیا کیجی

کب لگا ہین اثر شیفتہ زار نہین
تم تو نا آشنا ستم شعار نہین
ہین نواسنج شاخسار نہین
گوہر اشک آبدار نہین
محفل پادشاہی عار نہین
شعلہ آہ سی شرار نہین
جنسی تھی باغ کی بہار نہین

بادہ بیہودہ پیکی کیا کیجے / اب وہ ساقی نہیں وہ یار نہیں
ای منجم عبث بہناوا سے نئے / توکچھہ اندازہ دان کار نہیں
تو روش یاب مہر و ماہ غلط / تو اوا سنج روزگار نہیں
واقف اسرار آسمانی سے / خبر حریفان نشاط خوار نہیں

چیرہ گری ہین کسیکی پہر دم پر
شیفتہ آج بیقرار نہین

کونسی دن تیری یاد ای بت سفاک نہین / کونسی شب ہی کہ خنجر جگر چاک نہین
لطف قاتل ہین قابل نہین پر کیا کیجی / سر شوریدہ میرا قابل فتراک نہین
تجھسے ای دلبر عالم جو ہر ایک ڈرتا ہی / اسلئی ڈرنی سی میری کوئی غمناک نہین
دل ہوا پاک تو پہر کون نظر کرتا ہی / اور دل پاک نہین ہی تو نظر پاک نہین
علم اور جہل مین کچھہ فرق نہو گیا معنی / ہم بہی بیباک ہین پر غیر سی بیباک نہین
قیس کو فضل تقدم ہی وگرنہ بیان کیا / سر شوریدہ نہین یا جگر چاک نہین

ما سوی اللہ نہ ہی شیفتہ ہرگز لیکن
خسروی کاخ سزای خس و خاشاک نہین

کون سی شہر مین جو کام ہو سیاب نہین / کس جگہہ زلف کی بوزلکی تیری تاب نہین
مجھپر اوس جلوسی جو کچھہ کہ گذرتی ہی مجھپر / اسقدر شعلہ کبھی آفت سیماب نہین
برق و باران کی تلاطم کا کہا سنگ نزکور / رخ پر نور نہین دیدہ پر آب نہین
وضع کا حفظ ہی تو عشرت صحبت معلوم / بزم اغیار ہی کم محفل احباب نہین
اہل تحقیق کی نزدیک ترح زیبا کہو / پردہ شرم سی بہتر کوئی جلباب نہین
سیر مہتاب کا وہان عزم ہوا کیا موقوف / شب مہتاب مین لطف شب مہتاب نہین
فیض حق عام ہی افسردہ دل زار نہو / دشت کیا جلوہ گہہ لالہ شاداب نہین

خوابین بہی وہ نظر آئی ہین غیر کی ساتہہ — تلخ عیشوں کو مقرر کہ شکر خواب نہین
کیا وہ صحرا کہ جہان شور نہو زنجیر کا — کیا وہ دریا کہ جہان پیچش گرداب نہین

پارسا کیا ہوئی تم شیفتہ سادی بہی ہوئی
باغ کو چلتی ہو اور ساتہہ مے ناب نہین

ناز و تمکین ہی دہان حبیب کی پیدا نہین — بہی صورت ہی تو کچہہ ہنسنی کی اسباب نہین
طرفہ نیرنگ محبت مین نظر آتی ہین — برق انکہونسی چمکتی ہی یہ خوناب نہین
ہای وہ شوق ملاقات عدو مین جاگی — جسکی آنکہونکی تصور مین مجہی خواب نہین
شمع کیون عشق مجازی سی ہمین کرتی ہو — زاہد و سر بگر عالم اسباب نہین
جان کی شکل دکہائی ہی بنا کر مجکو — دلکی تصویر بنائی ہی یہ سیماب نہین
بحر دریا مین کہین آرام نہین خاطر خواہ — بحر مین خار نہین دشت مین گرداب نہین
کبہی اعدا کی بہی کچہہ دلشکنی ہی منظور — یہہ تو مانا کہ نہین خاطر احباب نہین
کلفت الودہ نظر پڑی ہی مشتاقون پر — خسرو ہی بزم مین بہی صرف مئی ناب نہین
شکل تم ہو تو ہی شان کی ہی جلوہ گری — اور جہہ شب تار و شب مہتاب نہین
شیوہ آئین محبت مین ہی ایجاد لطیف — نسخہ اصل مین ہرچند کہ یہہ باب نہین
غمزہ نادر طلب اور عشوہ بہی نایاب پسند — جنس پیمان دل ہی سو نادر نہین نایاب نہین

شیفتہ عشق کی یہہ دہوم اور ایکب حضرت
دل بیتاب نہین دیدہ بیخواب نہین

جی جاہی پر جفا مین ہمار ازیان نہین — قدر وفا نہین ہی اگر امتحان نہین
ہم بہی دکہائی غیر سی اخلاص کا مزا — آفت تو یہہ پڑی ہی کہ تم بدگمان نہین
جو دیکہنا ہو دیکہہ لین اختر شناس جلد — نالی اگر یہی ہین تو پہر آسمان نہین
اسرار عشق بہی جو حریفون کی کہہ دئی — پہر اب کوئی چہپا نہین راز نہان نہین

ہم آئے ہیں جہاں سے وہیں کا خیال ہے
خیر شاخ سدرہ ہمکو سر آشیاں نہیں

وہاں شوق داستاں ہے یہاں داستان شوق
پر کیا کروں کہ دوست کوئی قصہ خواں نہیں

حرف درشت غیر سبک وضع ہی سہی
ہیں وہ ہوں جسپہ بار امانت گراں نہیں

رنگیں بھی بگینا ہو تکے جو نسے سواد شہر
حالانکہ وہاں ہنوز سر امتحاں نہیں

حکمت سے ہو گئی برق جو دی ہمکو جائے دل
بے مصلحت صلاح و فساد جہاں نہیں

کیوں عار بزم شاہ سے کرتے ہیں اہل فقر
کچھ فرش بوریا سے تو کم پرنیاں نہیں

چلتے چمن کو نجم سحر جلوہ گر ہوا
پروین نہیں نبات نہیں کہکشاں نہیں

کیونکہ نشین وہ شہرت اگر کو بکو نہو
افسوس کم شکیب سر رازداں نہیں

آئینہ جلوہ گاہ پری ہے نہ دیکھنا
نظارۂ پری کی لیشر کو تواں نہیں

ہمنے بھی ہزار بدلہ گوارا کیا کہ وہاں
فخر فضیلت و شرف دودماں نہیں

مشہور روزگار ہے محسود روزگار
بے التفاتیوں سے ہمارا زیاں نہیں

گر ہے فریب غمزہ جادو اثر سے بھی
دلدار ہے ایک شہر کی مشکل وہاں نہیں

کچھ ہم ہی آپ پر نہیں ہو موقوف شیفتہ
کس کس کی دلپذیر وہ رعنا جواں نہیں

دل کا گلہ فلک کی شکایت یہاں نہیں
وہ مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

ہم آجتک چھپاتے ہیں یاروں سے راز عشق
حالانکہ دشمنوں سے یہ قصہ نہاں نہیں

ربط نہیں ہے دوست سے کرنا معاملہ
کچھ ورنہ نازِ جان کی بدلے گراں نہیں

ہمرہ رقیب ہیں ملکر وہاں گئے
جب شوق رہنما ہو کوئی پاسباں نہیں

آشفتہ مثل باد ہوں بیتاب مثل برق
کیونکر معین چرخ بری سو خیاں نہیں

ہم آپ پر نثار کریں کائنات کو
پر کیا کریں بساط میں جز نیم جاں نہیں

ساماں وجد فتنہ محشر کو دے دیا
وہ خاک پر بہاری جو دامن فشاں نہیں

اہ

کیون ہین ندیم دوست سفارش عزیز کی — کیا ہمکو اونسی رسم وره ارمغان نہین
ایک حال خوش مین بہول گئی کائنات کو — اب ہم وہان ہین مطرب و ساقی جہان نہین
کس کس سی تنگ کیجئی کس کسکو روئی — کسدن وه جلوه آفت صد خانمان نہین

کیون یہہ ہجوم شور و شغب ہی انشور مین
ایسا تو شیفتہ ہمین خواب گران نہین

آرام سی ہی کون جہان خراب مین — گل سینہ چاک اور صبا اضطراب مین
سب اوسمین محو اور وه سب سی علاحده — آئینہ مین ہی آب نہ آئینہ آب مین
معنی کی فکر چاہئی صورت سی کیا حصول — کیا فائده ہی موج اگر ہی سراب مین
نی یاد نوبہار ہی اب نی شمیم گل — ہمکو بہت ثبات رہا اضطراب مین
حیرت ہی کیا نقاب ہین گر رنگ رنگ کی — نیرنگ جلوه سی ہی تنوع نقاب مین
وصدت کہان کہ اور ہی کچہہ کام کیجئی — بازی ہین جمعہ صرف ہی شیشہ شراب مین
ذات و صفات مین ہی نہائی ربط سمجھئی — جو آفتاب و روشنی آفتاب مین
قطع نظر جو نقش و نگار جہان سی ہو — دیکھو وه آنکھہ سی جو نہ دیکھا ہو خواب مین
طولی لہم جو کشتہ عشق عفیف ہین — کیا شبہہ اوس گروه کی حسن مآب مین
مرلی لعد بہی کہین شاید پتا لگی — کہویا ہی ہمنی آپ کو عہد شباب مین

پہر ہی ہوائی مطرب و می ہمکو شیفتہ
مدت گذر گئی ورع و اجتناب مین

شوخی نی تیری لطف نرکہا حجاب مین — جلوی نی تیری آگ لگا دی نقاب مین
آنکہہ گر یوچرخ مین لا آسمان کو — آرقص کر زمین کو ڈال اضطراب مین
سو مہر کا فروغ ہی وہان جلوه گاه مین — سو باغ کی شمیم ہی وہان زیب خواب مین
وه قطره ہون کہ موجہ دریا مین گم ہوا — وه سایہ ہون کہ محو ہوا آفتاب مین
سالک کی یہہ مراد کہ مجہسا ہو نقش سے — رہزن کو یہہ خیال کہ رہرو ہو خواب مین

اوس صورت جان نواز کا ثانی نہین ہین | کیا دہوم ہتی ہو بربط و عود و رباب مین
ای وای روز حشر اگر ہمسی ہو سوال | جو کچھہ کیا ہی ہمنی شب ماہتاب مین
آتا ہی کون کون کہ آتی ہین اب نظر | دربان انفعال مین حاجب حجاب مین
شرم گنہ نہ بیم عقوبت یہہ رنج ہی | سہی ہی اوٹہائی اوسنی اذیت عتاب مین
پوچھی نہی ہمنی وجہہ ملاقات مدعی | ایک عمر ہو گئی اونہین فکر جواب مین

لڑلی لگا ہی آنکھہ جو ساقی سی شیفتہ
ہمکو تو خاک لطف نہ آئی شراب مین

ناچار مین خموش وہ ناحق عتاب مین | طاقت نہی جتنی صرف ہوئی اضطراب مین
بوسی کئی قبول تو گنتی بہی چہوڑ دو | ایسا نہو کہ ہین پڑی جہگڑا حساب مین
بیباک کسقدر ہی کہ ڈوبا ہوا ہی سب | دامن لہو مین اور گریبان شراب مین
شاید کہ پڑگئی ہی کسی شیخ کی نظر | ہم لی دبرک جو کرلی ہین توبہ شباب مین
آخر چہپا نہین شب تاریک بہی تو ہی | اچہا نہ آئین آپ شب ماہتاب مین
ای آفت زمانہ تیری دور مین عجب | بلبل کو باغ مین ہی نہ ماہی کو آب مین
ہوتا ہی ازدحام تمنا اوسقدر | ہوتی ہی جتنی دیر کشاد نقاب مین
جور و ستم عیان ہی وفا و کرم نہان | لڑتی ہین جاگتی مین مناتی ہین خواب مین
بیباک شیوہ شوخ طبیعت زبان دراز | ملزم ہوا ہی پر نہین عاجز جواب مین
اوسنی دم وداع کئی عہد التفات | افسوس ہین کی کچھہ نہ سنا اضطراب مین

تکلیف شیفتہ ہو لی تمکو مگر حضور
اسوقت اتفاق سی ہو مین عتاب مین

کر کچھہ خلل نہ آئی تمہاری فراغ مین | حسرت کا ہی ہجوم دل داغ داغ مین
مشاطہ باغبان کی طرح بیقرار ہے | مین اوس گلی با س کیا ہون کہ گلچین ہی باغ مین

پہلے نہ تھا جہاں میں دل داغدار کیا — مشہور اسقدر جو ہوا لالہ داغ میں

جور ادیب و شوق حبیب و غم نشور — اپنا کوئی زمانہ نہ گذرا فراغ میں

صہبا ہے لالہ فام کہاں اور ہم کہاں — خونابہ جگر ہے ہماری ایاغ میں

معلوم ہے کہ اُنکو زیاں نہیں — قاصد نہ تھکیگا تو ہرگز بلاغ میں

فانوس شیشہ و لگن زر سے کیا حصول — وہ ہے وہاں جہاں نہیں روغن چراغ میں

نہ طاقت شکیب نہ اندازہ ستیز — بیجا ہے اہتمام تلاش سراغ میں

اُس نوبہار حسن کو بدنام مت کرو
تھی شیفتہ کی پہلے ہی شورش دماغ میں

پائی ہے لو ہی دوست عنادل نے باغمیں — پروانو نے سولی ہے تجلی چراغمیں

اُسکا پتا ملے تو ہمارا پتا ملے — کھویا ہے ہمنے آپکو جسکی سراغمیں

سکوے نشہ سوا سے ہے پر عیش واں کہاں — عشرت فقط لطیفہ ہے کنج فراغمیں

عارف نہیں وہ حفظ مراتب جسے نہو — جو جلوہ باغمیں ہے کہاں ہے وہ راغمیں

ہرچند ایک نور سے روشن ہے بزم دہر — جو نور مہر میں ہے کہاں وہ چراغمیں

ایک قطرہ جسکا مست کرے کائنات کو — ای بیخبر وہ مے ہے ہماری ایاغمیں

بلبل نے گل کبھی نہیں دیکھا جو دیکھ لے — زنہار پھر نہ فرق کرے دشت و باغمیں

سوبار آنکھ لگا دے جو حسن دوست پر — سامان صد بہار ہے ایک ایک داغمیں

پیری میں سیر باغ کی تقریب شیفتہ
معشوقہ ساتھ ہے نہ خلل ہے دماغمیں

عید ہے اور ہمکو عید نہیں — اگر آجائے تو بعید نہیں

لاش تیری رسید تھی خط کی — خط کی پہنچا یہ پر رسید نہیں

قیس کو جو کہے خفیف العقل — رای اوس شخص کی سدید نہیں

گر یہی ہے ہجوم ابر سیاہ — گر کوئی مے پیے تو بعید نہیں
ہم اگرچہ ہیں اندنوں مقبول — لیکن اغیار سے بھی طرید نہیں
آج بھی منع بادہ اے زاہد — تیری نزدیک عید عید نہیں
ذکر پر اسکو نہ مجنوں کا — لطف ہے قصہ جدید نہیں
دور ہیں اوسکی چشم و مژگاں کی — کسنجگہ تربت شہید نہیں
بند آئی رقیب آتا ہے — رخصت انکی تو ہم بعید نہیں

شگفتہ اور بھی ہیں نغمہ سرا
پر یہہ آہنگ یہہ نشید نہیں

ہے گونہ گونہ شک ابھی عفو گناہ میں — جو ہے زبان پردہ نہیں ہے نگاہ میں
تسکین اضطراب سے ہے بیداد التفات — کیا شوخی اثر ہے سر اشک و آہ میں
ہر جا روحی سے ہے وجد میں ہر سنگ وحشت سے — کیا میکشوں نے آگ لگا دی خانقاہ میں
دشمن سے بھی زیادہ ہے گر دوست کیوں نہ ہو — ملجا ہے جو کوئی تیری کوچے کی راہ میں
سرگشتہ انکی پھرتے ہیں ارباب دروں میں — کیا فرق چرخ اخضر و چشم سیاہ میں
صیاد دلفریب کا اللہ رے لطف عام — بے زخم ایک صید نہیں صیدگاہ میں
ہے نحبہ میں اور رعیتوں میں نسبت وہی جو — اندیشہ درست و خیال تباہ میں
ذرات جلوے دیکھتے ہیں مہر و ماہ کے — یہہ روشنی نہ مہر میں دیکھی نہ ماہ میں
پہنان ہزار لعنت کتاب عشق سے — دعوی ہے بوالہوس کو اگر مال و جاہ میں
سی جلوہ گر کرشمہ کہ انصاف عشق کی — ہلدی لگی ہوئی ہے سر داد خواہ میں
مجکو نظر نہ آئی تو اپنا علاج گر — ہے مرغزار جلوہ نما برگ کاہ میں
دیوں کا جی کو صرف نہیں بیل یار کا — دیکھا تری بر زنکو اسی اشتباہ میں
ہر شیوہ اوسکا اپنی جگہہ میں تمام ہے — اعجاز بات میں ہے تو جادو نگاہ میں

افسردہ خاطری وہ بلا ہی کہ شیفتہ
طاعت میں کچھہ مزا ہی نہ لذت گناہ میں

ہمسی جو ہو غبار تو دشمن سی صاف ہو
تقصیر ہو کسی سی کسیکی معاف ہو

ہرگز تیری لبوں سی پہونچیگی کام دل
سو بار اسمیں غیر سی گو لام کاف ہو

دل دینگی ہاں دینگی مگر جان سو بحر
بیہودہ ہی وہ شخص جو سرگرم لاف ہو

کافی ہی خوش گذر سکو دنیا میں اسقدر
معشوق خوش مزاج ہو وجہ کفاف ہو

موصوف ہو ضرور جفا و عتاب کا
حسن و جمال میں جو کوئی یہان مصاف ہی

ہی رشک بار عام غضب کیا عجب اگر
کنج خمول میں ہوس اعتکاف ہو

گر عفو ہو قصور تو اک عرض سی میں
یہہ عرض ہی قصور ہمارا معاف ہو

غالب سی کچھہ تو فرق ہی ری وہانکی سیر
وحشت میں گر گذار ہمارا سوی قاف ہو

رفتار چرخ ہی اسی شیوہ پہ دور کیا
گر آپ کی روش بھی ہماری خلاف ہو

ہان تو سکھادے رسم لگا نکہ غیر سی
تیری بلا سی دل میں کسیکی شگاف ہو

جو قیس کی روش تھی وہی اپنی راہ ہی
دونو تسلیم فکر میں کیوں اختلاف ہو

وہ طرز فکر ہمکو خوش آتی ہی شیفتہ
معنی شگفتہ لفظ خوش انداز صاف ہو

فروغ مہر ہو رخ پہ گر نقاب نہو
نقاب اوٹھا کہ یہہ لمعان آفتاب نہو

بھری ہیں زنگ تکلف سی اہل میخانہ
شراب بس ہی نہیں ہی اگر کباب نہو

کہیں بجا ہی بت مہروش یہہ ممکن ہی
خلل پڑی ہی متحرک جو آفتاب نہو

ہی دلکو شکر دعائی عدو سی بیتابی
گرون میں کچھہ گلہ لطف گر عتاب نہو

حجاب منتظر مقصود ہی طلسم خودی
جو یہہ طلسم نہ ٹوٹی تو فتح باب نہو

عزیز ہی بت مسکین کو چشم تر یعنی
نہو سحاب تو کیفیت شراب نہو

بہت ہی دہوم مچاتی ہین میکدہ مین رند
مجہی یہہ ڈر ہی کہین مدرسہ خراب نہو

وہ ماہتابی پہ بیٹہی ہین اور ہی شب ماہ
خلاف شان ہی رخ پر اگر نقاب نہو

غضب ہی قہر ہی دیکہی وہ چشم یہہ جلوہ
جسی کہ مہر کی بہی دیکہنی کی تاب نہو

وہ روکی نالہ موزون شیفتہ سنکر
یہہ وہ غزل ہی کہ جسکا کبہی جواب نہو

غیر سی حرف تمنا ہی جفا کہتی ہو
کس سی کہتی ہو تمہین غیر ہی کیا کہتی ہو

زندگی خاک ہو جب فہم مین اتنا ہو خلاف
ہم اجل کہتی ہین تم جسکو حیا کہتی ہو

کہتی ہین لاف وفا ہو تسی اپنی کیسی
ہم نہین جانتی تم کسکو وفا کہتی ہو

گلہ جور یہہ کہتی ہین زہی نافہمی
ناز ہم کرتی ہین تم اوسکو جفا کہتی ہو

شیفتہ شکوہ دشمن سی لب آگی نہ پر ہو
دیکہو وہ دوست ہی تم کسکو برا کہتی ہو

تو سمن ناز اوٹہاتی کیون ہو
خاک مین شہر ملاتی کیون ہو

ناصحو یون ہی تو مرجاتی ہین
عشق سی مجکو ڈراتی کیون ہو

تاب نظارہ نہین پہلی ہی یہان
تم مجہی آنکہہ دکہاتی کیون ہو

میری نزدیک ہو لیلی ہی سوا
قصہ قیس سناتی کیون ہو

حاصل اس سلسلہ جنبانی سے
پای خوابیدہ جگاتی کیون ہو

عرض غم حوصلہ شیر کہان
مجہسی تم بات بناتی کیون ہو

آتش عشق کہین بجہتی ہے
شیفتہ اشک بہاتی کیون ہو

رابطہ دہان ہاتہہ کو جیب تنگ کی دامانسی ہو
کیون نہ یہان ہاتہہ کو پہر رابطہ گریبانسی ہو

جلوہ دوست اگر دیکہی تو میرا ذمہ
پہر پریزاد کو وحشت اگر انسانسی ہو

جو خوشی خط سے تمہاری ہوئی اس سنگیں کو　　وہ نہ شہنشہ روم کی فرمان سے ہو
حسن کیا رکھن امارت سے کہ ممکن ہی نہیں　　ربط اونسے نکری کوئی جو ارکان سے ہو
ہیں نہیں جانتا آپ این وہ یا خط ہیں یہیں　　پر پری دیکھو تسلی کسی عنوان سے ہو
ہر ورق ہیں سے عیاں جلوۂ نیرنگ بہار　　کیوں نہ دیوانو نکو شورش تیری دیوان سے ہو
جیتے دیکھو کہ کیا دونوں کو دولت نصیب　　پر تجھے غیر سے ہو غیر کو دربان سے ہو

کس لئے تاراج کیا ملک دل و دین کہئی
آج تم شیفتہ کچھ بے سر و سامان سے ہو

اضطراب اس جرس سے کیوں دل کو　　کہیں جنبش ہوئی ہے محمل کو
بوسۂ لب نہ مانگتا دشمن　　موںہہ لگاتا ہے کون سائل کو
گل کو ہے اوسکی کان سے تشبیہ　　کیا سنے نالۂ عنادل کو
غمزہ تیری چشم کا فن کا　　سمجھے اعجاز سحر بابل کو
تجھسے ای رشک خور جو دون تشبیہ　　نہو نقصان ماہ کامل کو
اب وہ نو خط ہی ملتفت دیکھا　　نقش تسخیر خط باطل کو

ہائے وہ شیفتہ کی بیتابی لے
تھام لینا وہ تیری محمل کو

اے فلک یوں کامیاب عیش کر پرویز کو　　خواب شیریں میں بھی ہو فرہاد شور انگیز کو
سعی وصف نازنیں ہے فکر کی شبدیز کو　　شوخیاں ابرو سے لینی چاہیے مہمیز کو
دیکھ کر چشم غضب کو اوسکی بینی رو دیا　　چاہیے پانی ملا لینا شراب تیز کو
سانپ کی سونگھنی ہوئی ہے بیخبر یوں مجھے　　سونگھنہ لینی دو شمیم زلف عنبر بیز کو
کب ہوئی گستاخیاں آداب دان عشق سے　　دیجئے تعذیر اپنی تمکین ہوش انگیز کو
نالۂ سوزندگی بے پروا خرامی دیکھنا　　کر دیا خلوت نشین غوغائی رستاخیز کو

کیوں نہ شاد ہوں مرگ ہونا کام سمجھا دیکھکر
زخم کی صورت ہیں زبان خنجر خونریز کو
خط آزادی تھا نامہ غیر کا حق میں رشک
پھاڑ ڈالا آپ ہی نے کیسی دست آویز کو

اہل محفل کی پسند طبع یہہ انداز ہی
شیفتہ کسکو ستاتی شور درد آمیز کو

کچھہ ہو شیرین کام کر تلخی کش بیداد کو
دی کفن تو عشق شیرین باف کا فرہاد کو
آہ و زاری نارسا شوق اسیری لی گیا
کون لائی آشیانی تک میری صیاد کو
تلخ کام عشق شیرین ہی ہوئی پایان کار
یہہ نوید شور افزا بہیجئی فرہاد کو
کہتی ہیں زیر زمین لیلی و مجنون مل گئی
ہمکو بہی لازم ہی جانا واں مبارکباد کو

اک دم شمشیر سی آزار سب جاتی رہی
ہم مسیحا جانتی ہیں شیفتہ جلاد کو

ایدل جو ہو سو ہو نہ ہی گرم فغان نہو
یہہ جور یار ہی ستم آسمان نہو
بیگانگی جو ایسی ہی قاصد سی کیا عجب
گر حلق زخم خوردہ سی بہی خون روان نہو
مہر و وفا جو ماہ وشوں سی بعید ہے
راضی ہیں ہم اسیں کہ نا مہربان نہو
کیا کیا بیان کرتی ہیں نادر نکات ہم
لیکن جب انجمن میں کوئی نکتہ دان نہو
صدق و صفا و مہر و وفا واں نہ ہو پیدا
جس شہر و دیہہ میں کہ سرائی مغان نہو
آتی ہی فصل گل میں چمن سی ہوای گرم
صیاد نی جلایا کہیں آشیان نہو
کیا ہو دعا ہی مرگ میں سخن کو حجاب
جو نیم کشت خنجر درد نہان نہو
صوت حزین سی کچھہ ہو نہ شکل جمیل سی
گر صاحب معاملہ آزردہ جان نہو

ایسا ہی سب کو خشم سخنگو سی شیفتہ
پہر میری قتل پر کوئی کیا ہمزبان نہو

ہی بد بلا کسیکو غم جاودان نہو
یا ہم نہو جہان میں خدا یا جہان نہو

آئین اہل عشق کہاں اور ہم کہاں / ای آہ شعلہ بار نہو خونچکاں نہو

فعل حکیم مین صلاح و صواب ہی / ساقی اگر شراب نہ دی کہ گران نہو

تدبیر ترک دشمن جانی ہی رایگان / کس طرح پہر مجہی گلہ دوستان نہو

کیا وہ شراب جسکی نہو کوئی گہات مین / ڈرتا ہون مین جو دزد لیں کاروان نہو

جب تک فروغ می سی نہو سینہ لوزار / ہرگز حریف میکدہ اسرار دان نہو

لازم ہی یار ہی تو ہو بیتاب ورنہ کیا / وہ عشق ہی کہ رنج بیان ہو وہان نہو

تا حق وہ جی جلاتی ہین سودای عشق پر / جنکو یہہ سوچ ہی کہ کچہہ اسمین زیان نہو

ہم تو ہی دوست تجکو سمجہا تہی شیفتہ
محو شمیم طرہ عنبر فشان نہو

تہمت لگا کر اوسکو کوئی کیا خجل نہو / رسوا اسی سمجہ جب ہو جو آئینہ دل نہو

تقوی مین ہم شریک ہین رندی مین ہم سر / صحبت سی اپنی کوئی ملول و خجل نہو

زنجیر آدہی رات کو کہلتا ہی اور کون / ای جذب اشتیاق وہ یہان مشکل نہو

تنہا ملا ہی یار زبان دراز ہین / ای فرط جوش شوق لب اب تو مخل نہو

افسردگی کی اپنی جو گرم بیان ہون ہم / آتش کبہی جہان مین پہر مشتعل نہو

دشمن کی افترا سی رہائی محال ہی / گہر یار کا جو گہر کی سیری مستقل نہو

پہر دل لئی ہین گرم ہی دلدار شیفتہ
ڈرتا ہون مین کہ پہر کہین خواہان دل نہو

اتنی جمیل سی تو کبہی انس و خو نہو / ڈرتا ہون آفتاب سی اب مین کہ لو نہو

ہی گل کا رنگ تجہسی بنشانہ دیکہتی / بچتی صبا سی ہی کہ کہین تیری بو نہو

سب آرزوئین تجہسی فلک نی لگا دین / یہہ آرزو ہی اب کہ تیری آرزو نہو

جاتا کہین ہو جاتی نہی یا تیری گہر کی راہ / یا اب یہہ ڈر ہی راہ مین تو روبرو نہو

یا غیر سی بھی خوش تھی کہ تیرا تو دوست ہی
یا اب جفا ہوں اوس سی جو تیرا عدو نہو

جب تک کہ تم رقیب سی ملنا نچھوڑ دو
ملجائی مجھسی شیفتہ ایسا کبھو نہو

کچھ پیچ و تاب دل کا جبین پر اثر نہو
اتنا تو حوصلہ ہو اگر بیشتر نہو

ساماں عیش جمع مگر ہمکو اضطراب
کیا کیجئی جو حکم قضا و قدر نہو

اونکو وہ لاف مہر و وفا ہو کہ کیا کہوں
ہمکو گر اہتمام تلاش خبر نہو

ناصح جو کام ترک وفا سی لیا تو کیا
جو بات عیب کی ہی وہ ہرگز ہنر نہو

ہم وہ نہیں کہ اوسکو بھی رکھیں حساب میں
جس آہ کا کہ چرخ نہم تک گذر نہو

کیا تاب ہی کہ آئین مژگاں ہو جلوہ گر
جس قطرۂ سرشک میں لخت جگر نہو

امیدوار جلوۂ معنی غلط نہیں
جو نکتہ فہم سحر نقوش و صور نہو

ہرچند مجھسی بی سبب آزردہ ہی مگر
ڈرتا ہوں میں ننالی سی آزردہ تر نہو

ہیں اپنے ای شیفتہ کچھ دوست اور بھی
مطرب کو حکم ہو کہ ابھی نغمہ گر نہو

جب تک وہ مہر جلوہ یہاں جلوہ گر نہو
لاکھ آفتاب سی شب ہجران سحر نہو

کیا مانگتی ہو جان بہت لوگ دی چکی
وہ بات ہمسی کہئی کہ حد بشر نہو

کسکو کیا پسند نہ کیونکر کرون پسند
مجکو نظر نہو جو غرور نظر نہو

یہ شوق ہرزہ تاز بہت منفعل کری
دربان دوست دوست ہمارا اگر نہو

بیتابی میں رہو کہ نہ کیونکی عمر بھر
وہ شام جسمیں پرتو فیض سحر نہو

آئین ناز کینہ و رسم ادا ستم
معشوق ہی نہیں جو بیدادگر نہو

یاروں کو رنج ہو یہ گوارا نہیں مجھی
ایسی جگہ مرون کہ کسیکو خبر نہو

اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہی بیقرار
وان کچھ نہو تو جوش یہاں اسقدر نہو

وہ نالہ چاہتی ہین کہ برہم کری جہان — لیکن یہہ شرط ہی کہ نہین کچھہ اثر نہو

اوڑتی ہی شیفتہ کی خبر کچھہ سنی ہی آج
لیکن خدا کری یہہ خبر معتبر نہو

نفس سرکش کی کسی ڈھب سی رعونت کم ہو — چاہتا ہون وہ صنم جسمین محبت کم ہو
کیا عجب دور ہو آتش سی حرارت لیکن — ہی عجب آدمی اگر دلسی شرارت کم ہو
منع کی حرص پر انسان ہوا ہی مجبول — ناصحو دوست اگر ہو تو نصیحت کم ہو
جان پر مشغلہ فارغ ہو جو تکو دیکھی — دل بی وسوسہ کو کتنی فراغت کم ہو
شمع ویرانی پر یارا بط بڑہی ظلمت دل — ورنہ جتنا کہ سوا نور ہو ظلمت کم ہو
اثر عشق کی افسانی جو سن رکھی ہین — حکم عشاق کو ہی یہہ کہ محبت کم ہو
ہمنی دیکھا ہی وہ صیقل کدہ الله الله — کہ جہان آئنہ دلسی کدورت کم ہو
نغمہ پروردہ ہی شورش سی افاقت معلوم — بادہ پر زور ہی کیا نشہ کی شدت کم ہو

شیفتہ کیسی ہی معنی ہون مگر نامقبول
اگر اسلوب عبارت مین متانت کم ہو

اوٹھہ صبح ہوئی مرغ چمن نغمہ سرا دیکھہ — نور سحر و حسن گل و لطف ہوا دیکھہ
دو چار نوشتون پہ بلا آئینگی ناحق — ای غیرت ناہید نہو نغمہ سرا دیکھہ
نسبت سی حنا کی ہین مجہی مین نہین بنتا — او صانع ملک دیکھہ او اطوار گدا دیکھہ
گر بو الہوسی یون تجہی باور نہین آتی — اک مرتبہ اغیار کی قابو مین تو آ دیکھہ
عاشق بہی سہی پر کوئی فرہاد سا ہو گا — کاشانہ دشمن مین نہو جلوہ نما دیکھہ
اتنی نہ بڑہا پاکئی دامن کی حکایت — دامن کو ذرا دیکھہ ذرا بند قبا دیکھہ

اک دم کی نہ ملنی پہ نہین ملتی ہین مجھسی
ای شیفتہ مایوسی امید فزا دیکھہ

کہون مین کیا کہ کیا دردنہان ہی — تمہاری پوچھنی ہی کسی عیان ہی

شکایت کی ہی اب طاقت کہان ہے — نگاہ حسرت آہ ناتوان سے

نشان پای غیر اوس آستان پر — نہین ہی میری مرقد کا نشان ہی

اجل نی کی ہی کس دم مہربانی — کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہی

تجھی ہی بہلگیا ہی کوئی تجہسا — اب آئینہ سی وہ صحبت کہان ہی

یہہ کس گلرو کا عالم یاد آیا — دم سرد اک نسیم بوستان ہی

ہوئی بیتابی بلبل سو شتر — کہ گھبرایا ہوا کچھہ باغبان ہی

سحر اونکو ارادہ ہی سفر کا — قیامت آئی ہی شب درمیان ہی

کوئی یہان لاو اوس عیسی نفس کو
کہ مرتا شیفتہ نام اک جوان ہی

یاد آئی عطر فشانی اوسکی کو مجھی — لیجاےگی بہشت مین گلشن کی بو مجھی

ای چرخ تیری دور مین انصاف ہی مجھی — وصل صنم عباد کو ہو رشک عدو مجھی

رحم ای ہجوم شوق کہ سنبل سی باغمین — یاد آئیگا وہ طرہ نابیدہ مو مجھی

دشمن کسی کو شکر کی سجدہ سی وقت قتل — شاید کہ آب تیغ سی ہوگا وضو مجھی

تا صبح حشر بخت مری جاگتی رہین — اکبار صبح اگر جگائی جو تو مجھی

تشبیہ تیری زلف سی دی ہو نہ غیر نی — سنبل سی عطر فتنہ کی آتی ہی بو مجھی

اب وصال اوس سمن اندام کو کہان — بس بس نہ چھیڑ ای خلش آرزو مجھی

جاتا ہون کوی غیر مین صحرا کی بدلی مین — دیوانگی مین نہی ہی تیری جستجو مجھی

وہ بالغ عشق ہی تمہین شوق اضطراب
بھاتی نہین ہی شیفتہ ایسی ہی خو مجھی

اگلی رشک اونکو یاد آنی لگی — ہم جو غیرونکی گہرمین جانی لگی

کچھہ بناوٹ سی تو نہین یہہ عشق / تم مجھی عطر کیون سنگھانی لگی
میری داغون کا ذکر کرتی ہین / یاری غیرونکو بھی جلانی لگی
تلخکامی کی گر کہین لذت / چرخ غالب کہ زہر کہانی لگی
میری رونیمین تو نہین تاثیر / غیر پھر اشک کیون بہانی لگی
غیر سی کب ہوا ہی ترک کلام / باتین تم ہمسی بھی بنانی لگی
ہم جو تحریک نا توانی سے / قصہ ہائی ستم سنانی لگی
ہنسکی کہنی لگی کہان سچ ہے / تم میری ناز کیون اوٹہانی لگی

وہ غزل ہمنی شیفتہ لکھی
جسکو زہرہ بھی سنکی گانی لگی

اور الفت بڑہ گئی اب اوس ستم ایجاد کی / آگئی لذت جو پائی دلنی ہر بیداد کی
غیر کو اندوہ فرقت اب مبارک ہوکہ یہان / وہ یہان جاتا ہی نہین اوسکا دل ناشاد سی
عشق مین یہہ مرحلہ بھی پیش آتا ہی ضرور / کمسکو امید اثر ہی نالہ و فریاد سی
مجھسی کیا کیا شاد ہوگی روح قیس و کوہکن / پھر نظر آتی ہین کوہ و دشت کچھہ آباد سی
ہین وہ قابو مین عدو کی بس یہی تدبیر ہے / جا ہین اوسکی پاس نالان یار کی بیداد سی
رشک آزادی یہہ ہی ایسی پھر قفس کی مجھکو / چھٹ گئی جو جان و پکڑ پنجہ صیاد سی
ڈوب مرنیکی جگہہ ہی غسل صحت ہجر مین / روئی دنیا ہون احبا کی مبارکباد سی
وہ قتیل تیشہ ہی مین کشتہ ابروی یار / یار بیجا مجکو نسبت دیتی ہین فرہاد سی

چھیڑ لی کیون ہو مجھی جانی دو وان بات تو نکو بس
تم بہلا جاتی رہوگی شیفتہ کی یاد سی

پھر محرک ستم شعاری ہے / پھر اونہین جستجو ہماری ہے
پھر وہی داغ و دل سی صحبت گرم / پھر وہی چشم و شعلہ باری ہے
پھر وہی جوش و نالہ و فریاد / پھر وہی شور آہ و زاری ہے
٣ پھر خیال نگاہ کافر ہے / پھر تمنای زخم کاری ہے

پھر وہاں طرز دلنوازی ہے
پھر یہاں رسم جاں نثاری ہے

پھر وہی بیقراری تسکین
وہی تسکین بیقراری ہے

پھر جفا واں وفا ہوئی پھر یہاں
ناامیدی امیدواری ہے

جسکی جور و ستم بھی یاد نہ تھے
پھر ہمیں اوسکی یادگاری ہے

پھر ہمیں کام کچھ نہیں تمسے
پھر وہی وضع گر تمہاری ہے

شیفتہ پھر ہی ننگ غیرت سے
پھر وہی ہم ہیں اور خواری ہے

وہاں پہنچنے کی منت دم صبا پر ہے
کہ شوق سے میری خط کی لئے ہوا پر ہے

عدو کو آگ ہے میری شکر اکی ذبح نہ کر
کہ میری مرگ بھی موقوف اسی ادا پر ہے

مرض ہو جسکی سبب سے غضب ہے وہ بھی
جئے جئے نہ جئے زور کیا قضا پر ہے

رقیب کہتے ہیں اس جور پر بنا ہے تو
قیامت آئی کہ تشنیع اب وفا پر ہے

خفا ہوئے ہیں عدو اپنے ہی بری خو سے
تجھے گمان پڑا یہ بدگمان حیا پر ہے

خیال تھے اثر جذب دل سے کیا کیا آج
ہزار خون ہوس گردن حنا پر ہے

رقیب سے ہی جفائے حبیب کا شکوہ
تو آپ شیفتہ اے شیفتہ جفا پر ہے

فصل گل ہی میکدہ کا ساز و ساماں چاہئے
توبہ ژولیدہ زیب طاق نسیاں چاہئے

محو لیلی ہی یہ مجنوں چارہ ساز دلسے کہو
اسکی رسی کی یوسف کا زنداں چاہئے

کشمکش اس جیب سے دست جنوں بیفائدہ
غیر کا زور آزمائی کو گریباں چاہئے

نرگستاں چاہئے لے جا ہے سنبل کدہ
چشم فتاں چاہئے زلف پریشاں چاہئے

جا ہے سبزہ سبزہ خط قد شوریدہ جا ہے سرو
یہ گلستاں ہو تو واں سیر گلستاں چاہئے

شاہدان دلربا اتنے نہیں دشوار جو
صرف انکو مال و جاں ناموس و ایماں چاہئے

ہر غزل اپنی بیاض چشم آہو پر لکھو — جیسی دیوانی ہیں ہم ویسا ہی دیوان چاہئے
نغمہ ہائی گلفشاں کو سمجھیں کیا زاغ و زغن — داد دینی کو مری مرغ خوش الحان چاہئے
گرد کلفت خاک صحرا دشنۂ غم نوک خار — تیری وحشی کی لئے ایسا بیابان چاہئے
جان دیتی ہیں درد ہجر گلرخسار میں — نعش کی ہمراہ بلبل مرثیہ خوان چاہئے
اگر ایسی وقت کم آتی ہیں ارباب خلل — مے کشی کا شغل وقت ابر و باران چاہئے
جس روش ہیں کی خرامش خواہ نیک و خواہ بد — اوسمیں جد و جہد تا سر حد امکان چاہئے
گر سلوک راہ حق پیشہ ہی ای روحی فداک — جد بی اندازہ و سعی فراوان چاہئے
پایۂ کم پر نشر بنکو نسی قناعت ننگ ہی — بایزیدی زہد ہو شبلی کا عرفان چاہئے
جسم سی ہو معنی روح مجرد آشکار — لفظ سی ہو صورت معنی نمایان چاہئے
اور اگر شیوہ معاذ اللہ رندی کا ہوا — کام ناقص ہی اگر کیا اسمیں نقصان چاہئے
نغمہ نی کا گذر ہو پردہ گاہ زہرہ تک — ہو جبہی کا اثر تا بام کیوان چاہئے

ابرو رونی سی ہی پر فخر یکتائی ہمیں
شیفتہ مژگان تر خونابہ فشان چاہئے

کیونکر مجھی خط رقم کرینگے — کیا غیر کا سر قلم کرینگے
ہم پیشہ ہی اضطراب و شوخی — کسواسطی مجھ سی رم کرینگے
اتنی بھی بری ہی بیقراری — اب آپ سی انس کم کرینگے
جوش وحشت میں ای پریرو — بس تیرا ہی نام و دم کرینگے
نوبت ہی تو سب انھو رہیں ہو — اب غیر پہ وہ ستم کرینگے
مرنی کا میری نہ ذکر کرنا — قاصد وہ بہت الم کرینگے
آرام کی فکر اب ہوئی ہے — کشتی بہوا وہ ہم کرینگے

دلی میں تو شیفتہ ہی استاد

ہم قصیدہ سے عجیب کر بیگی

دل سے یہاں اپنی تدبیر ہے
کیا اثر نالۂ شبگیر ہے

جو کہ ہوا محو تجلی ذات
خاک در اوس شخص کی اکسیر ہے

واہ تیرا جلوہ حیرت ادا
آئینہ عشاق کی تصویر ہے

وجہ توقف اجل جان فزا
قتل مین اغیار کی تاخیر ہے

چھوڑ دی وہ تو بھی مین کیونکر چھوٹوں
کشمکش زلف گرہ گیر ہے

کہیں سے کچھ یہہ کہ دکھاؤں تمہین
فرض کیا آہ مین تاثیر ہے

غیر پہ تیری ہین خدنگ نگاہ
سینہ مین میری خلش تیر ہے

خط کی نہ لکھنی کا لکھوں کیا گلہ
خامہ مدد گر دم تحریر ہے

کیا کہوں احباب کی آہن دلی
پانو مین فولاد کی زنجیر ہے

غیر سے کیون تمسے نباہیگی گر
جرم وفا قابل تعذیر ہے

تمہ سرا کون یاد اگیا
نالہ مین آواز بم و زیر ہے

ہمسے وہ ناحق جو خفا ہوگئے
شیفتہ کچھ اپنی ہی تقصیر ہے

کیا کہ تنگ ہوں اتنی بھی بدگمانی سے
کیا جو در سے مجھی ایسی مہربانی سے

بھی ہے شکر کہ دلکی نظر تو روشن ہے
نظر تو خیرہ ہوئی برق لن ترانی سے

ہزار باتین بنا دلی ہو غیر سے تم
نشان ملنکو ملا گم ہوئی نشانی سے

محبت اس حقگی سے عیان ہی ای گلرو
کہ رنگ لطف ٹپکتا ہی بدگمانی سے

مین سادگی سے بیان کر رہا ہوں درد و صفا دہین
وہ ہونٹھ کاٹتی ہین اپنی نکتہ دانی سے

سوا ہی پیر مغان اور ظرف کسکا ہی
کہ بہرہ ور ہو گدا جام دوستگانی سے

تمنا طلب ہی عجب کاری دل بیتاب
کہ دل گرفتہ ہی لذت دلستانی سے

کسیکی نرگس میگون نی کهودی هین هوش
بهه بیخودی نهین صهبای ارغوانی سی
بهڑک گئی نم شبنم سی اور آتش گل
بهه کیسی اگ هی دونی هوئی جو پانی سی
سیهه هی نصیحت پیران کار افتاده
کریه بلا نهی جوانی وزر و جوانی سے

دہان تو شیفتہ مطلوب ہی خوش افغانی
نہ نکتہ دانی سی کچہ ہو نہ خوش بیانی سی

شب همنی لئی خواب مین زنجیر کی بو بهی
دیکهلی وه مگر زلف گرہگیر کی بو سی
الله ری کافر کی نزاکت کہ اوڑا رنگ
همنی جو لئی رات کو تصویر کی بو سی
اس جرم سی قاتل نی لهو اوسکو حنا پایا
بسمل نی لئی تهی لب شمشیر کی بو سی
مونهه فق ہی مری جانب وه چلی اتی هین گویا
ناله نی لئی شب رخ تاثیر کی بو سی
وه چوستی هین ہاتهه اودہر اودهر مین
سوفار کی لیتا هون جگر چیر کی بو سی
دل نیشتر رشک سی هوتا هی مشبک
زنبور نی اوس هدف تیر کی بو سی
نامہ کو میری یار نی انکهون سی لگا لی
ملجای تو تون نامه تقدیر کی بو سی
کرتا هون جو تعریف مین اوس تنگ دهن کی
لیتی هین میری لب میری تقریر کی بو سی

یون خاک نکر پاؤں اگر اوس لب کی نہ لیتی
ہم شیفتہ اگی فلک پیر کی بو سے

دشمن ہمارا کون نہین تیری واسطی
دیتی ہین زہر چارہ گرین تیری واسطی
انصاف کرکہ چرخ کو کیا مجهسی کام تها
ساری اذیتین مجهی دیتی دین تیری واسطی
افغان و نالہ اشک سی تو ہی جو بیقرار
اپنی سی آپ ہمکو ہی کین تیری واسطی
تو کیا ہم آپ کہتی ہین ہمنی برا کیا
سب کی برائیان جو سہین تیری واسطی

جس لب کی غیر بوسی لین اوس لب سی شیفتہ
کمبخت گالیان بهی سہین تیری واسطی

عشق ذلت ہی تو ذلت ہی سہی | میری ذلت تیری عزت ہی سہی
میری آزار کی تہمت ہی سہی | تمکو الفت ہی تو الفت ہی سہی
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام | عشق کی آپ سی نسبت ہی سہی
ہمکو بھی شوق ہی نظارہ کا | دیکھنی کی تیری عادت ہی سہی
خاک ہونی پہ میری دھیان تو ہی | نہ سہی لطف کدورت ہی سہی
دیکھنا غیر کا موقوف تو ہی | قتل کی میری ندامت ہی سہی
ہمنی بھی طرز صبا سیکھی ہی | تیری لگ چلنی کی خصلت ہی سہی
سب فشانی کا نہین ہی جو دماغ | ایک جہوٹی سی حکایت ہی سہی
ناشکیبی کی دعا مانگین گے | صبر کی ہمکو ضرورت ہی سہی
ہجر تو جای جو ہو جای وصال | وصل ممکن نہین فرقت ہی سہی
ازدحام غم و رشک و حرمان | پہر بہی فرصت ہی تو فرصت ہی سہی
بخت ناساز کا ہون شکوہ سرا | اونکی پردہ مین شکایت ہی سہی
کبہی اغیار سی ملنا موقوف | مجکو الفت نہین غیرت ہی سہی
وصل اغیار سی لی وجہ نہین | میری مرجانیکی عبرت ہی سہی
دعوی الفت و بیتابی حیف | گر اذیت ہی اذیت ہی سہی

میری خاطر سی ہو لو شگفتہ دہان
غیر اونسی تمہین نفرت ہی سہی

جہہ تازہ گرفتار کی فریاد رس کی | جان اوڑ گئی بس کہنہ اسیران قفس کی
پہر شکل نظر آئی مجہی دام و قفس کی | پہر دل نی میری طرہ خوش خم کی ہوس کی
ہی رحم تو اوس نجد و دو بیتاب پہ لیلی | جوانہی ہی نالہ کو بھی بانگ جرس کی
نیرنگ ہی کیا سبزہ خط شمع رخو نکی | یعنی ہی منافات بہم شعلہ و خس کی

غیروں نے بھی اوس سے بات نکر لی دو دن میں لیکن
یہہ بات نہیں ہے میری ہمدم میری بس کی

خود چاک کروں جامۂ اعدا کو نہیں چاک
جیبیں ہی کہ کوں دیجیاں ارباب ہوس کی

ای شگفتہ اس فن میں ہوں اک پیر طریقت
گو عمر ہی میری ابھی اکیس برس کی

دست عدو سے شب جو وہ ساغر لیا لیے
کن حسرتوں سے خون ہم اپنا پیا گئے

شکر ستم نے اور بھی پابوس کر دیا
اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا گئے

کب دل کی چاک کرنے کی وحشت ہمیں ملی
ناصح ہمیشہ چاک گریبان سیا گئے

تشبیہ دیتے ہیں لب جانبخش یار سے
ہم مرتے مرتے نام مسیحا لیا گئے

ذکر وصال غیر و شب ماہ و بادہ سے
ایسی لگی گئی ہمیں طعنے دیا گئے

تھی لحظہ لحظہ ہجر میں اک مرگ تو نصیب
ہر دم خیال لب سے تیری ہم جیا گئے

طرز سخن کہی وہ مسلم ہے شگفتہ
دعوی زبان سے نکلی بینی یا گئی

اوسکا دل گر میری جلنے سے پگھل جاتا ہے
بل ابھی شمع کی رشتہ کا نکل جاتا ہے

رشک سے رنگ میں تغیر جو پایا تو کہا
تجھسے ڈرتا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہے

ہیچکر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
لا کہہ خاطر ہو یہ کب سوی اجل جاتا ہے

صدقے اس خوش سحر کا کہ کی سحر جسکو
شب کو سوتے میں مجھے عطر وہ ملجاتا ہے

میں تو وہ گرم رو راہ طلب ہوں کہ اگر
وہاں بلا تو لب بام ابھی پھل جاتا ہے

ہجر میں وصل اجل کا کوئی جاتا ہے خیال
چارہ گر جان ہی لیکر یہہ خلل جاتا ہے

ہنستے ہنستے جو رکاوٹ تیری یاد آتی ہے
اشک گرتے ہوئے آنکھوں سے سنبھل جاتا ہے

شگفتہ لیکے ہوں میں سرو قد و لکا شتہ
نخل جو گور پہ اوگتا ہے سو جل جاتا ہے

گلے پر تیرے نے دشمن کے وہ شمشیر بھر لی ہے
نہ ہاں تدبیر چلتی ہے نہ واں تقدیر بھر لی ہے

تیرے جو گرد ہجراں نے تجھکو دیکھکر کھایا
کہ میری آنکھ کی آگے تیری تصویر بھرتی ہے

نکلنا عمر کی گھر کا ارادہ تھا کہ مدت سے
تجسس میں فغاں شوق کی تاثیر بھرتی ہے

نہیں نخچیر تیرے صید گہ میں اے شکار افگن
شکل آرزو ہی خاطر نخچیر بھر لی ہے

تیرے گھر سے میرے گھر کا ہے دشمن قصد اے
تیری تقدیر بھرتی ہے میری تقدیر بھر لی ہے

گھٹا چھائی ہے لالہ کھل رہا ہے صبح ہی سے
عنان عزم کیوں گلشن سے لی تاخیر بھرتی

نگاہ دلربائی یار طبع بوالہوس دیکھی
کہ آپ ہی آپ لی تقریب ولی تقصیر بھر لی ہے

نرالی سب سے ہے اپنی روش اے شیفتہ لیکن
کبھی لیں ہوائے شیوہ ہائے میر بھرتی ہے

ادھر مائل کہاں وہ مہ جبیں ہے
فلک کو مجھسے کیوں پر خاش و کیں ہے

دکھایا اپنی بسمل کا تماشا
قریب اگر وہ کتنا دور بیں ہے

یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو ہے
ستاؤ اور پوچھو کیوں غمیں ہے

یہ صورت دکھائی کیا تمنا
کہ عاشق جسکی میں پردہ نشیں ہے

یہ مجھسے شکوہ ہے اللہ رے شوخی
کہ میری غم سے تو اندوہگیں ہے

یہ کیسا تفرقہ ہجراں نے ڈالا
کہیں کیا ہم کہیں ہیں دل کہیں ہے

نپوچھو شیفتہ کا حال صاحب
یہ حالت ہے کہ اپنے میں نہیں ہے

لطف اوروں پہ ہے ہمکو ستم ہی بس ہے
لیکن وہ بھی ہمیشہ کوئی دم ہی بس ہے

بزم دنیا میں ہے دو شخص کو کب عیش نصیب
سو تجھی کو ہے مجھکو تو یہ غم ہی بس ہے

دسترس بوسہ پا کی جو نہیں ہے سے
اپنی سجدے کی لئے نقش قدم ہی بس ہے

سجدہ دوست ہوا عشق کا حصہ لیجئے
اہل دل کو نکی لئے دیر و حرم ہی بس ہے

غیر پر چاہیی ای چرخ بھی کرنا جور
مجھی ناکام کو تو بخت دژم ہی بس ہی

دولتِ وصل سی کیا کام ہوسناکوں کو
نارِ خسرو کی لئی خیل و حشم ہی بس ہی

کی تمنای کرم میں نی تو نادانی ہی
شیفتہ تیری لئی جور و ستم ہی بس ہی

سجدی کی کسی در پہ تمنا نہیں رکھتے
گردن یہ سزا صفحہ فرسا نہیں رکھتی

اس کو چمن ای نکہت گل جلوہ عبث ہی
ہم کچھ ہوس سیر و تماشا نہیں رکھتی

ہر چند کہ ہی آپ سی ملنی کی تمنا
پر آپ سی ملنی کی تمنا نہیں رکھتی

دشوار نہیں رفع حجاب آپ سی لیکن
مطبوع ہم انداز زلیخا نہیں رکھتی

یوں چارہ گری غیر کی ہوتی ہی کہ گویا
ہم جان حزیں و دل شیدا نہیں رکھتی

مطلب ہی جو معشوق سی تا صبح کہیں اور
ہم دیدہ بینا و دل دانا نہیں رکھتی

کس لطف سی وہ لطف سی فارغ ہیں کہ عشاق
تاب گلۂ حوصلہ فرسا نہیں رکھتی

دشمن سی ملاقات کی ٹھہری ہی کہ ہو تجھ بہ
وہ سر پہ پرندہ گہر آما نہیں رکھتی

ای شیفتہ ہم جب سی کہ آئی ہیں حرم سی
شوق صنم و خواہش صہبا نہیں رکھتی

خندہ زن ہیں دوست میری دیدۂ پر آب سی
بخت دشمن کو جگائیں میری بی خوابی سی

وصل کی شب میں نہ بولیں تو ہم واقف ہوئی
شعلہ خس ہی نہایت دیرپا مہتاب سی

میں لہو روتا ہوں حق اونکا دامن دیکھکر
اونکا دامن بھر گیا ہی میری ہی خونناب سی

میں وہ مسکیں ہوں اگر مجھکو بھی ہو جاوی [کبھی]
ہوش آتا ہی مجھی لوئی شراب ناب سی

گرم خو دیکھا تو کرتی ہیں سب کو بیقرار
دلکو راحت ہوگئی بیتابی سیماب سی

جسکو سمجھا آشنا نکلا غرض کا آشنا
دل ہی افسردہ نہایت گرمی احباب سی

ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہی ستمگر خنجر بی آب سی

فرش مخمل پر بہی وہ بیخواب دشمن کا ہین
رونگٹی میری کہڑی ہوتی ہین نام خواب سی

کہل گئی زلف خم بخم پہر لگیگی تاب و قرار
شیفتہ پہر کچہہ نظر آتی ہو تم بیتاب سی

رقیب بوالہوس کا موںہہ ہی لطف جور کو دیکھی
وہ اپنی وضع کو دیکھی ہمارے طور کو دیکھی

پریوش ہی ہین شیدائی کی شیدا ہو تو دیکہو
بہلا کب دیکھہ سکتی ہین کہ عاشق اور کو دیکھی

نظر سی فتنہ کی گردش سی گردون کی بچاوہ
جو چشم مست کو ساقی کی می کی دور کو دیکھی

صفائی غیر سی کیجی تکدر مین نہین کچہی
کوئی کیا خاک خوش ہو جب کسی طور کو دیکھی

ستم سی شیفتہ اب سطح مانوس کر لی ہین
وہ اپنی تاب کو دیکھی ہماری جور کو دیکھی

پہر نصیحت کی کس کو تاب رہے
جو بہی دلکو اضطراب رہے

جب خطائی نکردہ ثابت ہو
عقل کیا پہر سر صواب رہے

بی نگاہ کام کر چکی اپنا
دختر رز تہ نقاب رہے

ل گیا دوست منتخب پہر کیون
شعر کا شوق انتخاب رہے

واہ مزدی وہ میکشی کہ یہان
عمر بہر عالم شباب رہے

جب پری لذت ہم آغوشی
پہر بغل کہان کتاب رہے

تا نہ غافل ہو انجمن ساقی
دور مین ساغر حباب رہے

بزم دشمن کا عزم تہا سو فوف
شہوری دیر اور گر سحاب رہے

ہی برائی مین خوف بدمستی
کہ جوانی مین کم خراب رہے

شیفتہ کوئی حال وارد ہو
پر معارف سی اجتناب رہے

سونہہ بنائی ہوئی اوس کو گذر کرتا ہی
ابتو لو غیر بہی ولین میری گہر کرتا ہی

ذبح اوسکو بہی موذن ہی مگر کرتا ہی / کیون شب وصل مین غل مرغ سحر کرتا ہی
یاد مین اوس قفس زندان کی ہوا جاتا ہون / کار الماس مری حلقین گہر کرتا ہی
اوسکی ناوک کی توجہہ پہ مری جان نثار / ناتہہ سی چہوٹتی ہی قصد جگر کرتا ہی
گر نہین یہہ کہ برتتا ہی وہ طاہر داری / کیون لگاوہ غلط انداز ادہر کرتا ہی
دل مضطر کی رہائی مین نظر رکہتا ہی / جو تری طرۂ خوش خم پہ نظر کرتا ہی
دیکہئی آہ ہماری بہی اثر کرتی ہی / سخن درد وہ سنتا ہی کہ اثر کرتا ہی
ایکدن شام ہماری بہی سحر کرو لگا / وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہی
ولکی بگڑی ہوئی جاتی ہین مگر مرغ چمن / آج کچہہ نالہ بالحان دگر کرتا ہی
آج پہر ماتم یوسف ہی ہر ایک کوچہ مین / کاروان مصر کو کنعان سی سفر کرتا ہی
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سی ہین / دل ہمین راز نہانی کی خبر کرتا ہی
جان کہوتی ہو جسی بد نظر مثل حباب / وہی مشتاق فنا چشم کو تر کرتا ہی

شیفتہ جسکو نہین عشق وہ اپنی نزدیک
کیا بری طرحسی دنیا مین بسر کرتا ہی

عشق کی میری جو شہرت ہو گئی / یار سی مجکو ندامت ہو گئی
خاک عرض مدعا اوس سی کرون / جسکو باتو نمین کدورت ہو گئی
یہان لسی جانیکو ہین وہ آج کہین / کیا بلا ای ابر رحمت ہو گئی
اب ستم اغیار پر کرنی لگی / میری مرجانیکی عبرت ہو گئی
جلوۂ معنی نظر آنی لگا / بیتی بیتی ہی یہہ صورت ہو گئی
انکی باتین اوسنی بہی چپ کر سنین / آج ناصح کو نصیحت ہو گئی
منع وصل غیر پر سنکر کہا / یاری اب تکو بہی غیرت ہو گئی
بوی گل اوس گل کی بو کی روبرو / فی الحقیقت بی حقیقت ہو گئی

بس نفرماتی پھر وہ یہہ شیفتہ
گر اونہیں ہمسی محبت ہو گئی

وہ جو اوٹھی جان رخصت ہو گئی
شیفتہ یہہ کیا قیامت ہو گئی

بوی یار اوس بزم مین آئی مجھی
جب مجھی ساقی سی الفت ہو گئی

جلوہ بیہدہیب مانع نظارہ ہے
وصل مین تاثیر فرقت ہو گئی

نغمہ دمی سی مجھی کیا کام تھا
اونکی صحبت مین یہہ آفت ہو گئی

بی سخن نسبت مع اللہ سی اوسی
قدم سی جسکو کہ نسبت ہو گئی

اب رقیب بوالہوس ہین عشقباز
دل لگانی سی بہی نفرت ہو گئی

سچ کہو لگا گو ہین دونو آشنا
بیشک اونسی سہو و غفلت ہو گئی

عشق سی کیا کیا خرابی پڑ گئی
عقل سی کیا کیا حماقت ہو گئی

شیفتہ ایک رند مشرب شخص ہی
کس سی لوگونکو عقیدت ہو گئی

ملنے کا سیرھی اور تیری چرچا نکرینگے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نکرینگے

بی عذر وہ کر لیتی ہین وعدہ یہہ سمجھکر
یہہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

کب اہل خرابات کو لی راز کہین گی
جبتک کہ نہ ہمسی ہین بیگانہ کرینگے

سونچا ہون مین مرنیکی قریب آئی ہین دیکھو
وہ دور مین اب پاس عدو کا نکرینگے

جاتی ہو اگر غیر کی گہر ضد سی ہماری
ہم آپ کی آنیکی تمنا نہ کرینگے

مسجد مین بہی آتا ہی خیال خم ابرو
ہم راست بیانی مین محابا نکرینگے

وہ مجھسی نہ بولین کبھی یہہ بات ہو گی
وہ غیر سی باتین کرین ایسا نکرینگے

ایسی حور لقا کیون نہ تمنا ہی جنان ہو
کیا وان تیری ملنی کا ارادہ نکرینگے

ہم آپ نہ بخشش مین تو غش آیا یہہ سخن کیا
تم آپ سی جاتی ہو ہم آیا نکرینگے

ہرگز بھی نہین خاطر جانان مین سمانا
ای شیفتہ ہم دعوی بیجا نکرینگی

کیون نہ مجھکو مرض یاس کی شدت ہو جائے
ملک الموت بھی جب بہر عیادت ہو جائے

گریہ غیر سے وہ بہر عیادت ہو جائی
اشک شادی سے بہہ کاش اشک ندامت ہو جائے

رنج ہے عشق کی نسبت سے ہوا شادی مرگ
گیا اوسکو بھی کر مجھسے محبت ہو جائے

اور گر کچھ نہ ہوا ہان اجل تو کھینچون
کاش اتنی ہی مجھے ہجر مین طاقت ہو جائے

ہم جان وہ ہون وہان قتل کا آئی جو خیال
تو یہان اوس سے کہین پہلے فراغت ہو جائے

سانس بھی کل تو نہ تھی آج نکلتی ہے آہ
مجھکو ڈر ہے کہین پھر مجھکو نہ مہلت ہو جائے

ناصحو منع کرو جب تو یقینی ہانو ن
تمکو بھی گر کسی بیدرد سے الفت ہو جائے

یا کی مشرف مجھے مرنے پہ بڑی علتی ہین
ہے برا لطف اگر اب مجھے صحت ہو جائے

شیفتہ ایسی اور اہل کدورت کی خاک
دیکھکر شیشہ ساعت کو بھی عبرت ہو جائی

ہے ستم واقف ہو میری حال کی تقریر سے
بوالہوس کہتے ہو پھر اک آہ بے تاثیر سے

عشق مین اک صید افگن کی ہے جو شش جنون
فصد میری کھولتا جراح نوک تیر سے

چاہتے اغیار کو بھی اپنی منہ پر کچھ ملین
جائے ثابت ہوتی ہے وہان رنگ کی تغیر سے

مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
ہیچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہین اکسیر سے

ہاتھ مین دیکھا جو میری نبض جان ہونے لگی
دشت دشمن کم نہین کچھ قبضہ شمشیر سے

عشق کا سودا نہین جاتا ہے بعد از مرگ بھی
دیکھ تو وحشت ہے طایر نقش کی تصویر سے

کیا غضب ہین وہ بھی اثر ہوا یا عدو سے میرا خط
تھے جو آگاہ شکایت کی اونہین تحریر سے

وصل مین روتی تو شاید کچھ اثر ہوتا اوسی
کیا شب غم مین حصول اشکون کی تاثیر سے

تنگ مہمانی دشمن بھی کیا ہمنے قبول

شگفتہ لیکن نہ آئی وہ کسی تدبیر سی

کیا ذکر اوسکی آگی ہیری آہ کا چلی
جس گل کی شمع بزم سی بچکر صبا چلی

یون لیجئے دیج چہور تیر بہتا ہوا چلی
قربان ایسی آنکی کیا آئی کیا چلی

ناصح تیری زبان تیری انکی مین جب تہو
انصاف کر کہ دل پہ میرا زور کیا چلی

محروم ہون رقیب بہی جلوسی یار کی
بجہہ جاتی شمع بزم مین ایسی ہوا چلی

اللہ کیا غرور ہی تمکو کہ بزم سی
ہم کتنی جلد اوٹہی پہ نہ اتنا کہا چلی

یہہ شوق وصل ہی کہ اگر پانو ٹوٹ جائین
اوسکی گلی کی سمت بہ نقش پا چلی

مانا کہ جلد آوگی پر اسکا کیا علاج
پہلو سی اوٹہتی ہی جو میرا جی بہا چلی

کیون روکتا ہی اسمین ضرر کیا ہی سارباں
دیوانہ ایک گرلیس محمل لگا چلی

افسوس اوسنی کچھہ نہ کہا سنکی حال دل
ہم قصہ خوان کی طرح فسانہ سنا چلی

دیکہا جو نزع مین مجہی کچہہ رحم آگیا
گو زہر دینی آئی تہی شربت پلا چلی

وعدہ عدو کا آپ کی تکرار نی کہلا
بیٹہی تو نہین کہا تہا کہ کیا آئی کیا چلی

یہہ غم اگر نہین کہ نہ آیا وہ بیوفا
روتی ہی میری جنازہ پہ کیون اقربا چلی

وہ گل کہین ہی جو جاتی تو کیونکر ملی سراغ
مانند گرد جسکی جلو مین صبا چلی

گرمی کی عذر سی اوہ نہین جانیکا قصد ہی
ای آہ سرد رحم کہ ٹہنڈی ہوا چلی

کیسا ہی غم رسیدہ ہو یہان آکی شاد ہو
اک ہم تمہاری پاس خوشی آئی خفا چلی

تہی کب سی مرگ وحسرت دیدار دم بخود
وہ آکی ایک لمحہ مین جہگڑا اٹہا چلی

جلدی ہی کیا ٹہکانہ ہی پیدا کرین کہین
آخر تیری گلی سی تو ای بیوفا چلی

کیا پیش آئی دیکہئی وہان جاکی دوستو
کہدو کہ پیچہی پیچہی ہیری رہنما چلی

ای جان لب پہ آگئی ٹہر لی سی فائدہ
رہنا ہو اور تنگ تو جلتا ہوا چلی

کشمکش سی سینہ تنگ تنگی کچھہ یہہ بہی دہیان تہا

باتین تو اب شیفتہ اُونسی بنا چلی

ظالم کبھی تو داد دل و چشم تر ملی
سینہ سی سینہ اور نظر سی نظر ملی

بیصرفہ ہی مشقت تحریر و صرف زر
رستہ ہی مین ہمیشہ ہمین نامہ بر ملی

ہی دشمنو نسی اونکو ملاقات ابرو گشت
ملتی ہین ہمسی ایسی کہ خس سی شرر ملی

کیا پوچھتی ہو لطف کرون تجہہ کسقدر
از بس غرور و ناز تمہین جسقدر ملی

ہم خوب جانتی ہین تمہاری نگاہ کو
غیرونسی لڑکی ہمسی ہی تم بیشتر ملی

نیرنگ عشق دیکھہ کہ منظور ہی اونہین
گلگونہ مین چکیدہ مژگان تر ملی

محفل طراز یونکی فرش سب دکہاونگا
وہ اتفاق سی کہین تنہا اگر ملی

اب ہی اونہین تلاش چاہی تو فائدہ
وہ وقت ہی گیا کہ ہمارا اثر ملی

کہاں تلاش کوئیہ جانان مین سو خضر
سبزہ جہان ملا ہمین یہ سمجہا خضر ملی

ظالم ستم نکین مین نکر دریغ
آخر ذرا تو لذت زخم جگر ملی

وہ شیفتہ کہ دھوم ہی حضرت کی زہد کی
مین کیا کہون کہ رات مجھی کسکی گھر ملی

ابر دریوزہ گر آب ہی اکثر ہمسی
برق بہی مانگ کی لیجاتی ہی اخگر ہمسی

صلح کل اپنی تو رات مین ہمیعنی ہی
وہ ہوئی صاف تو ہی غیر مکدر ہمسی

ناصحو سارے نصیحت حسد و رشک سی ہی
ترک ہوتا ہی کوئی عیش مقدر ہمسی

گردن غیر پہ چلتی نہین دیکھا ہرگز
پیار رکھتی ہین مگر دشنہ و خنجر ہمسی

شیفتہ سادہ بیانی ہی ہمین جچکایا
ورنہ صنعت مین بہت لوگ ہین بہتر ہمسی

دل لیا جسنے بیوفائی سے کے
رسم ہی کیا یہہ دلربائی سے کے

تذکرہ صلح غیر کا تمہ نکرو
بات اچھی نہین لڑائی سے کے

تمکو اذیت ہے گرفتار سے
یہان توقع نہین رہائی کے

وصل مین کسطرح ہون شادی مرگ
مجکو طاقت نہین جدائی کے

دل نہ دینی کا ہمکو دعوی ہے
کسکو ہی لاف دلربائی کے

ایکدن تیری گہر مین آنا ہی
بخت و طالع نی گر رسائی کے

دل لگایا تو ناصحون کو کیا
بات جو اپنی جیمین آئی کے

شیفتہ وہ کہ جسنی ساری عمر
دینداری و پارسائی کے

آخر کار می پرست ہوا
شان ہی اوسکی کبریائی کے

اپنی شوخی کی بھی خبر کچھ ہے
زلزلا آسمان پر کچھ ہے

زاری شب کی زہر تو دیکھی
تجھہ مین بھی دم دم سحر کچھ ہے

راز پوشیدہ پوچھی کس سی
بی خبری جسی خبر کچھ ہے

نالہ سنتی نہین تو بات سنو
خوب با تو نین بھی اثر کچھ ہے

عشق کی اب کہان وہ ہنگامی
درد دل سوزش جگر کچھ ہے

حسن کیا عرض جلوہ کرتا ہے
شہر مین شور الحذر کچھ ہے

اوسکی نیرنگ سی ٹپکتا ہے
کہ عدم سی بیشتر کچھ ہے

کھولی باتین ہین اور پہلو دار
ہان تری دل مین سرّ کچھ ہے

عشق مین ساری خوبیان ہین جمع
اک مگر جان کا ضرر کچھ ہے

رم بہت انس کم ہی طینت مین
وہ بہت ہی پری بشر کچھ ہے

دوست یون ان لگا دیر ہتی ہین
کہ ہبر ہی سمت اوس نظر کچھ ہے

برق ہی روزگار خندۂ گل
تازیہ فرصت اسقدر کچھ ہے

شیفتہ بہی ہی مجمع اضداد

کچهه نه سمجهی کی نه کچهه سمجهے

نازکی کیا ہو ہی کیون غش نہین کیا صورت ہے
آئینه دیکھنی سی اوسکی مجھی حیرت ہی

غیر تو طعنه زنی گو کہ مجھی فرقت ہی
کوہکن کیا کہین خسرو سی بھی بی غیرت ہے

عشق سی اور بڑہی ہای قساوت دلمین
غیر کو رنج ہوا ہی تو ہمین راحت ہی

کچهه کی بات نہین وعدہ تسلی کیا ہو
وہی حرمان وہی یاس وہی حسرت ہی

مجهسی آزردہ ہو کیون مین ہی تو کشتہ ہون تیرے
تم بلو غیر سی ممکن سی یہه سب تہمت ہی

گر عیادت کو عدو کو بہی لئی آئین تو خوب
کہ مرا رشک سی مرنا سبب عزت ہی

غیر کو یاد رہی تیری محبت ہی نہین
اور اگر ہی تو تیری محو سی کیون نفرت ہی

ای عدو کسلئی نازان ہی سمجهه تو آخر
جس سی ہم خوار ہوئی ہین یہه وہی عزت ہی

چشم سی اشک روان لب په ہی آه سوزان
شیفته کسکی لئی آپ کی یہه حالت ہی

آؤ ملجائین لڑائی ہو چکے
اکید ہم صبر آزمائی ہو چکے

ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکے

ہم سبک ہوتی ہین اپنی ہاتهه سی
جو ہین وہ بگڑی لڑائی ہو چکے

ضعف سی ہی اب ہین آنا محال
اوسکی کوچه تک رسائی ہو چکے

ایکی جس صورت سی ہو ملجائیی
غیر کہتی ہین صفائی ہو چکے

شیفته ہیان عشق یہه وہان حسن وہ
دونو عاجز پارسائی ہو چکے

زہر سی الماس سی تلوار سے
مجکو الفت ہی انہین دو چار سی

پہچلین تهوڑا اتک بہی دشت مین
آبلی پہوٹین گی آخر خار سی

نعش اوٹها لیکا ہی اب سامان کرین
چارہ گر تشبیہ مین کہون نا چار سی

ذکر وصل غیر کر بیٹھی مباد
کیا ملین ہم محرم اسرار سے

پھر تو فا ہو وین اجل کی آ سے چلے
بچ گئی ہم گر غم دلدار سے

کاٹ کر سر خط کی جا بھیجا اونسے
کام خامہ کا لیا تلوار سے

جب بہار اشک سی جی بھر گیا
بزم خالی ہو گئی اغیار سے

جو گلہ سمجھی تھی نکلا شکر ہای
کی شکایت ہمنی کس عیار سے

واہ ہنتو دیکھ کر مر جائین اور
زندہ ہون مردی تیری رفتار سے

وسم اسایش سی وحشت ہو گئی
اوس پری کی سایۂ دیوار سے

پھر بلا سی کوئی بھی گلشیفتہ
اوٹھ گئی جب آپ کوئی یار سی

لطف ظاہر ہی میری آزار سے
اوشتی ہی مدعا بیکار سے

فیض یاب نور آئین شبد حسن
مہر اوسکی پرتو رخسار سے

ساقیا بنت العنب وہ لاکھ ہو
دلربا ترسا بد بازار سے

غیر کو سمجہا بنایا یار نے
ہی تعجب چرخ کجرفتار سے

جی اوٹھی فرہاد اگر شیرین کہی
کیون صدا آتی ہین کہسار سی

کیا کہون جو ہر شناسی یار کے
مجکو مارا تیغ جوہردار سے

بلبل شوریدہ بیتاب مست
اوسکی کوچہ کو چلی گلزار سے

ہمکناری کی ہوس تھی وقت قتل
ہم لپٹ کر رہ گئی تلوار سے

ہای جوش بیخودی ہای جنون
راز الفت کہدیا اغیار سے

واہ ہوش اس بدنامی کہ ہی
فکر اخفا محرم اسرار سے

جلد کیو لو شیفتہ آغوش شوق
یہہ صدا آئی لب سوفار سے

ترک ہونا یار اور اغیار سے — قطع ہونا ربط گل ہے خار سے

کا مجوئی اور دعویٰ عشق کا — یار ہی پہان مدعا ہے یار سے

ہے ضرورت غیر کو دافع ہیں آج — آپ اوٹھاتے ہیں کیوں اصرار سے

آہ و زاری شکوہ حسن سے — جیسی رونق باغ کی اشجار سے

خبر دل شوریدہ لذت کون اوٹھائے — عندلیب مست کی گفتار سے

دیکھ لینگی ہم بھی گر اغیار کو — آپ لی جہانکا سر دیوار سے

فصد کی قابل دل بیمار ہے — چارہ جو ہی نرگس بیمار سے

اپنا لوٹا گھر بہت مرغوب ہے — بارگاہ ثابت و سیار سے

دیدنی ہے وہ جگہ جو ہے الگ — سات جنگل اور لو بازار سے

شیوہ ہائے برق خاطف شیفتہ
جلوہ گر ہیں اوسکی شوخ اطوار سے

کچھ بات راز کی ہے ذرا پاس آئیے — جہیں ہے آج خوب عدو کو بنائیے

بلبل نزار ہیں آتش دل یوں بجہائیے — گل کر کے شمع شمع کے قربان جائیے

رونا ہوا ہے اشک ندامت کہ نسکی وہ — کہتے ہیں اور بھی کوئی دریا بہائیے

بوسہ ہنسی ہنسی میں جو کل لے لیا تو پہر — کہنے لگے بھلا تمہیں کیا مونہہ لگائیے

سو بار انجمن سے اوٹھاؤ ہم آئینگی — اب ہنس گئے کہ ناز تمہاری اوٹھائیے

آتا ہے رحم ناز کی گردش یار پر — اے وائے کیونکہ حال دل اوسکو سنائیے

تدبیر صلح خوب ہے ہیں آئیے بات تو — جہیں ہے آج غیر سے آنکہیں لڑائیے

گذرا ہیں اعتماد محبت کی فخر سے — مجکو رقیب سمجھے ہے اب آئیے

ایک نیمناز لب سے ہماری ہلاک کو — کچھ ہی کھینچے دیکھ کے لب مسکرائیے

دشنام و لغمہ اسیلئے ہمیں بحث کچھ نہیں — سنتے ہیں آج آپ ہمیں کچھ سنائیے

واعظ کی قول خوب ہین رندون کی فعل خوب — وہ اوس سی سیکھہ لیجی یہہ اوسکو سکھاتی ہی
ہی محو نقش کہنہ کہان جای نقش نو — سر نقش دل سی نقش تمنا مٹاتی ہی

ہرچند سیر کی ہی بہت تمنی شیفتہ
پر میکدہ مین بہی کبہی تشریف لاتی ہی

لب مین اگر نہین تو ہماری سخن مین ہی — جو خاصیت کہ اوس لب اعجاز فن مین ہی
یا مرسل الریاح ادہر کو بہی بہیجدے — وہ بوی خوش کہ جیب نسیم یمن مین ہی
دیتی ہین چشم روشنی چشم رو شنے — آید نسیم مصر کی بیت الحزن مین ہی
بیرنگ نوبہار ہی عشوہ طلسم کا — کیا عندلیب دام فریب چمن مین ہی
پیران کہنہ ننگ ہی اطفال خوردسال — کیفیت عجب میری دیوانہ پن مین ہی
الماس لیکی آئینگی دیتی ہین بہہ تو ید — لذت لی کچہہ آج جو زخم کہن مین ہی
وہ آہوی رسیدہ کہ ہم جسکی صید ہین — نی وادی تتار نہ دشت ختن مین ہی
شیوہ تمام غنچہ ناشگفتہ کا ہنوز — بند قبای شاہد گل پیرہن مین ہی
کیا غیر پر بہی شعلہ برق غضب پڑا — ٹہنڈک سی آج کچہہ میری دل کی جلن مین ہی
کیا کیا پہنسا رہی ہی ہمین دام سنگ مین — آشفتگی کہ زلف شکن در شکن مین ہی
شیرین سی بہرہ ور ہوا ایسی شوق پر — کیا سطوت رقیب دل کوہکن مین ہی

خلوت مین شیفتہ ہی کوئی ملکی کیا کری
وہ شخص انجمن مین ہی اور انجمن مین ہی

ہوا نہ تذ نظر چشم یار کی بدلے — ہزار رنگ یہان روزگار کی بدلے
صبا کو بہائی جو محفل کی تیری رنگینی — چمن کو داغ دئی لالہ زار کی بدلے
کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تمنی — قیامت آئیگی ابر بہار کی بدلے
خلاف عہد ہی شیوہ تو کیا قباحت ہی — ستم کا عہد وفا کی قرار کی بدلے

عجب ہی شہر دلی ہی شگفتہ ہر گز
ہین روم و شام نمون اُس دیار کی بدلے

تیری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہی
کچھ اندنون غیر سی شاید ملال ہی

ہی کچھ نہ شستی ہین رشک سی لبریز داغ داغ
نام خدا یہ گرمی حسن و جمال ہی

نی تاب وصل غیر نہ ہی روی منع ہجر
تقدیر سی معارضہ کی کیا مجال ہی

قصد جواب ہو بہی تو کیا خاک دین جواب
بے صرفہ متصل یہ ہجوم سوال ہی

ممکن نہین وہ برق نگہہ غیر پر پڑی
خیر طور اور پر یہ تجلی محال ہی

کچھ میری عشق مین تمہین شک ہو تو سامنی
دیوان خواجہ حافظ فرخندہ فال ہی

ہمنی کیا جہا لیسی گذر کر جہان مقام
وہان وسعت سپہر و زمین پایمال ہی

ہی شانہ کش جراحت پرتاب مین بوالہوس
ذکر وصال عاشق آشفتہ حال ہی

کچھ آج شگفتہ سی ہی بہت مضطرب مگر
جانیکا اوسکی غیر کی گہر احتمال ہی

ایام ہجر مین جو اجل کا خیال ہے
بسکہ دماغ مین اثر اختلال ہے

خوش تھی کہ خوبہا ہی نظر یہ خبر نہ تھی
کیسی جفا مین خون ہمارا حلال ہے

اونکی خلاف وعدہ سی مین شرمسار ہون
کیونکر کہ مجہسی اونہین انفعال ہے

کیا نسترن ہو تم کہ یہ پیاری شمیم ہی
کیا برگ گل ہو تم کہ یہ زیبا جمال ہے

ساقی کو میکدہ مین سر ناؤ نوش ہی
صوفی کو خانقاہ مین سر وجد و حال ہے

عاشق کو اضطراب ہی عجز و نیاز ہی
معشوق کو غرور ہی غنج و دلال ہے

منظور ہی حکیم کو ہر شی کی معرفت
حالانکہ اپنی معرفت اوسکو محال ہے

ہر کام فلسفی کا سفاہت کی ساتھ ہی
ہر بات منطقی کی مرا و جدال ہے

ارباب حکمت نظری کو عمل نہین
اہل کلام کو ہوس قیل و قال ہے

جنکو کہ دستگاہ ہی فن نجوم مین
عمر اونکی صرف زائچہ ماہ و سال ہی

رہتی ہین بعض در پی اسراف رات دن
بعضونکو روز و شب سر توفیر مال ہی

بعضونکو ہی مذاق مین فخر نسب لذیذ
بعضونکو ذوق دعوی فضل و کمال ہی

مفلس کو فکر ہی کہ کہین سب سی کچھ ملی
منعم غریق لجۂ بیم زوال ہی

جو ہین حریص سیر چمن اونکو بزم مین
ذکر شجر کبھی کبھی فکر نہال ہی

ہی مین کسیکی خواہش آرائش لباس
دل مین کسیکی حسرت جاہ و جلال ہی

کوئی طلب مین اشہب گلگون نظر کی
کوئی اسیر شوق شکار غزال ہی

کوئی فدای قامت آفت خرام ہی
کوئی خراب نرگس جادو مثال ہی

ناحق کسیکو شکر کسیکو شکایتین
بیوجہ کوئی خوش ہی کسیکو ملال ہی

کسواسطی ہم آئی ہین دنیا مین شیفتہ
اسکا جو دیکھیی تو بہت کم خیال ہی

تری خوبیان غیر کیا جانتا ہی
تو جیسا ہی بس جی مرا جانتا ہی

ہوا انس کیون دلکو اول نظر مین
کہ وہ مجکو زود آشنا جانتا ہی

تظلم سی ہوتی ہی بیداد افزون
شکایت کو شکر جفا جانتا ہی

گرفتاری غیر کا ذکر مجھسی
مجھی کسقدر مبتلا جانتا ہی

مجھی افعی زلف نی کاٹ کھایا
کوئی شخص اسکی دوا جانتا ہی

وہ گل میری رونی سی ہوتا ہی خرم
کہ اپنا وہ نشو و نما جانتا ہی

ستمگر کبھی سی برا مانتا کیون
ستم کو اگر وہ بھلا جانتا ہی

کبھی غیر پر جور ہوتی نہ دیکھا
مجھی کو بس اک آزما جانتا ہی

یہہ دہوکا کہا تھا کہ کم عمر سی وہ
ابھی شیوۂ ناز کیا جانتا ہی

تامل نکر قتل مین میری ہرگز
کہ عاشق کا تو خونبہا جانتا ہی

حذر مے سے واجب ہوا شیفتہ اب
مجھے یار بھی پارسا جانتا ہے

فقط یار جور و جفا جانتا ہے
یہی جانتا ہے تو کیا جانتا ہے

جو بیگانہ جانے مجھے خلق کیا غم
اگر آشنا آشنا جانتا ہے

نہ ممنون دل طرۂ مشکبو کا
نہ الطاف باد صبا جانتا ہے

ہزاروں گئے جان سے اک ادا میں
عجب شیوۂ دلربا جانتا ہے

مری چشم پرنم کا حال اوس سے پوچھو
کہ وہ خوب یہ ماجرا جانتا ہے

شکایت نہیں شکوہ شکر سے ہے
کہ اب وہ جفا کو وفا جانتا ہے

اوسے کنج خلوت کی کیا ہے ضرورت
جو محفل کو خلوت سرا جانتا ہے

بہر صورت آئینہ سے مغتنم ہے
کچھ آئین اہل صفا جانتا ہے

عدو کی رعایت سے مجکو ستانا
وہ انصاف کا مقتضا جانتا ہے

ہمیں شیفتہ کی نصیحت سے حاصل
کہ وہ آپ ہم سے سوا جانتا ہے

دیگر

سمجھ اور کوئی دن رقیب خوار مجھے
عزیز رکھتے ہیں اب اوس کے رازدار مجھے

شراب عشق سے کیا دہشت خمار مجھے
جنون شوق سے کیا حاجت بہار مجھے

اگر کہو کہ تو عاشق نہیں ہیں سچ جانوں
تمہاری بات کا ایسا ہے اعتبار مجھے

حصول نام سے دلکو اگر نہو آرام
بہت عزیز نہیں جان بیقرار مجھے

عدو کو رشک سے ایسا کہ مفت میں گویا
ملی ہے جائے نفس برق شعلہ بار مجھے

عجیب عشق میں تہذیب نفس ہوتی ہے
نہ شوق باغ رہا نے سر شکار مجھے

ملا عدو کو مے و نغمہ برق و باران سے
صبا سے خاک ملی اور گل سے خار مجھے

خلاف وعدہ مسلم وفائے وعدہ غلط
غرض کچھ اور نہیں غیر انتظار مجھے

خجل ہوں آپ میں بیوقت اپنی آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے

نہ خاکبوسی تعلق نہ قدمبوسی رابطہ
نہ ہم رہین کی لئی ہیں نہ آستانکی لئی

شب وصال ہی پیغام روز فرقت کا
بہار آئی ہی گلزار میں خزانکی لئی

پیام دوست ہوا قاصدوں کو خنجر سرف
نسیم مصر سی غربت ہی کاروانکی لئی

قدم بھی سکو نہ رکھنی دیا گلستان میں
ہزار بار قدم ہمنی باغبانکی لئی

ہزار جلوۂ رنگین ہیں اور ہر جلوہ
ہوا و بحر لئی چشم خونفشانکی لئی

قفس زہا نہ وجان مرغ و آشیان ملکوت
قفس میں مرغ ہی بیتاب آشیانکی لئی

فنا فی اپنی محبت کی سیج میں ہر کچھہ
بڑا ہی دیتی ہیں ہم زیب داستانکی لئی

ہماری نظم میں ہی شگفتہ وہ کیفیت
کہ کچھہ رہی نہ حقیقت ہی مثانکی لئی

افراد

پروانہ وار جلنا دستور ہی ہمارا
اوس شمع رو پہ مرنا مشہور ہی ہمارا

دیگر

انکھہ گل اوس سی لڑا تا تو لڑائی ہوتی
شگفتہ پھر میں وہ بدلی ہوئی چتون سمجھا

دیگر

غیر پر یار کی نظرین ہیں غضب کی ہیہم
نگہہ یار رہین ہی رنگ گل رعنا کا

دیگر

اوسکی جب انکھہ پھری پھر گئیں اوسکی انکھین
شگفتہ مرلی پہ تیار ہی کیا پھرا تھا

دیگر

کیا جانی گذری تحیر پہ کیا اوسکی بزم میں
آئی وہ اسطرح کہ مجھی پیار آگیا

دیگر

ویرانیکی مانند ذرا جی نہیں لگتا
ہر چند کہ ہی شگفتہ دلّی وطن اپنا

رقیب پیتے ہیں کس کس مزے سے جام شراب	دیگر	ہمارے دور میں افسوس احتساب نہیں
جوش جنون و پند کی تاثیر دیکھنا	دیگر	دامن کو ٹانکتا ہوں گریباں کی چاک میں
ہر شیوے سے ٹپکے ہے ادا ناز تو دیکھو		ہر بات میں اک بات ہے انداز تو دیکھو
کرتے ہیں جور و جفا ناز و ادا کہتے ہیں	دیگر	یہ بھی کیا لوگ ہیں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں
منت کش عتاب ہیں الطاف شرط ہے	دیگر	تنہا ستم نہ کیجئے انصاف شرط ہے
ایسی رغبت سے کرے قتل گماں کا ہے کو تھا	دیگر	شیفتہ اس کو تو ہمسے محبت نکلی

نثر خاتمہ

دیوان شیفتہ فرا جان و بیان شگفتہ بیانان با بسم اللہ مد ابروی معشوقہ الحمد بر پیشانی نگندو من لبسیہ چرد گان نون والقلم وما یسطرون در بند ابتدایش چون ساکن و شوار انتہایش ہمچو تحریک الف دور از کار رفتی رسیدہ کہ در شکر پایان رسیدن این دیوان بی پایان و نہایت در رسیدن این نسخہ نمایان سراپای خود را چون خامہ سجدہ ریزی بسر دہم ورگ جان را چون رشتہ شمع بسر رشتہ سوز و گداز در گشتم متصدی اوائی یکی از صد مدارج شکر صد گانہ نتوانم شد و گزارش دہ بجا آوری از مراتب سپاس ہزار درجہ بنا بدم گشت الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام مسرت التیام و درین زمانہ فرحت انجام این دیوان سلالہ سلسلہ خاندان امارت دودہ چشم چراغ دودمان ایالت شیر بیشہ مردی و مردانگی شمشیر معرکہ فرزانگی و فرزانگی بلبل گلستان سخن ایجادی صلصل سروستان بحروی ازادی آبیار گلشن بنجار تصور دستیار چمن پیرا بہار تفکر آئینہ دار معنی الکار ابر و بخشش الفاظ آمد از سخن را بالطبعش چون جمع ہر دو آئینہ لطلی و معنی را با فکر بش چون لفظ و معنی ضبطی قلمش نقل معمار الکلید رقمش روزہ داران خوبی را رویت ہلال عید بادہ فروشش بر باعی ظفر مظفر و قند معنیش بر مذاق ذوق بکر ناظر بصر با ظر نظر ناسخ راسخ ناسخ از اوج فکر رسا و ذہن و کاوش بلندی فطرت فلکی سیرتی ہلالی و شمسی بایستی منضم و با روشنی فکر عالی کمال خیالش شگفتہ انوری آتش شرر شعلہ شرارگی بی ہمہ مصحفی در شان او بعد از حمد اخلاص خان مرہوش جوش حق آن خدا شاگردی کشان بتدبیر میر بہمت جوان نواب محمد مصطفیٰ خان با لکبار معنی شیفتہ با سیہ چردگان الفاظ فرلفتہ بصحبت تمام باہتمام شیخ مدد علی باختتام رسید و بہ بیستیاری نگار بر داران لباس مطبوعی طباعی در بر کشید فقط